بیاد

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم حقانیہ

اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

الحق

ماہنامہ

ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ جون ۲۰۰۴ء

مدیر مسئول

مولانا سمیع الحق

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی ودینی ہمہ گیر خدمات سے بحمداللہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک وبیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباً نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تا قیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف سوا کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباً علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب واہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کے لئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ **واجرکم علی اللہ۔**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

اکاؤنٹ نمبرز: یوبی ایل اکوڑہ خٹک 7 -01 نیشنل بینک اکوڑہ خٹک 5 - 17

مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ 721

Email: haqqania@nsr.pol.com.pk

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جلد نمبر ــــــــ 39
شمارہ نمبر ــــــــ 9
ربیع الثانی ــــــ ۱۴۲۵ھ
جون ــــــ ۲۰۰۴ء

ماہنامہ الحق

اکوڑہ خٹک 23-6-04

مدیر اعلیٰ	نگران	مدیر
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ کی المناک شہادت' حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کی رحلت۔ جنوبی وزیرستان وانا میں جاری آپریشن کیا رنگ لائے گا؟ اور متحدہ مجلس عمل کیا کر رہی ہے؟ قانون توہین رسالت اور حدود آرڈیننس کے بارے میں پرویز مشرف کے مذموم وناپاک عزائم۔ ابوغریب جیل میں امریکہ اور اتحادیوں کا شرمناک کردار .... راشد الحق سمیع حقانی ۲

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال۔ یتیم پر رحمت وشفقت (درس ترمذی) .... مولانا سمیع الحق صاحب ۱۲

حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحبؒ (حیات وخدمات) .... ڈاکٹر قاری محمد طاہر ۱۹

فکر آخرت .... مولانا محمد انوار الحق صاحب ۲۴

"صلیبی دہشتگردی اور عالم اسلام" کتاب کی تقریب رونمائی کی رپورٹ .... مولانا عبدالقیوم حقانی ۲۷

رزق حلال کے حصول میں خواتین کی ذمہ داریاں .... ڈاکٹر مسرت جمال ۳۶

سادات اور بنو ہاشم کو زکوۃ دینے کی شرعی حیثیت .... مفتی مختار اللہ حقانی ۴۵

اسلام مذہب رواداری یا دہشت گردی وانتہا پسندی؟ .... مولانا ڈاکٹر اکرام اللہ جان ۵۱

تعزیتی مکتوبات (مولانا رابع حسن ندوی' مولانا عیسیٰ منصوری' مولانا شرافت خان صاحبان .... ادارہ ۵۷

ہمارے دل سے خوئے حق پرستی مٹ نہیں سکتی و قطعہ سال شہادت .... (نظم) .... حافظ محمد ابراہیم فانی ۵۹

اشک دل و خوناب جگر .... (نظم) .... حافظ محمد ابراہیم فانی ۶۰

دارالعلوم کے شب و روز .... جناب شفیق الدین فاروقی ۶۱

قطعہ تاریخ برشہادۃ مفتی نظام الدین صاحب شامزئیؒ .... جناب سراج الاسلام صاحب ۶۲

تبصرہ کتب .... مدیر کے قلم سے ۶۳

نوٹ: ادارے کا مضمون نگار حضرات کے خیالات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر: 630340 , 630435 -(0923)
ای میل نمبر: E-Mail : haqqania@nsr.pol.com.pk

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ =/20 روپے سالانہ =/200 روپے، بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

Computer Operator : BABER HANIF

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شہیدؒ کی المناک شہادت

قتل گاہوں کو لہو دیتے رہیں گے اہلِ دل
کارواں چلتے رہیں گے کربلا تا کربلا

امت مسلمہ اس وقت جن تکلیف دہ و روح فرسا حادثات سے گزر رہی ہے اس کی نظیر مشکل سے ماضی میں ملے گی۔ اس کا وجود کئی دہائیوں سے مسلسل ولگا تار نت نئے فتنوں، حادثوں وسازشوں اور کفار کی یورشوں کی زد میں ہے۔ مسلمانوں پر ایک ابتلاء کا دور ہے جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا۔ اک شبِ غم ہے جس کے مقدر کے ستارے گردش ایام اور مسلمانوں کے شامت اعمال کے باعث کہیں سو گئے ہیں؟ نقار خانہ انسانیت میں وجود مسلم اور اس کی چیخ و پکار صرف اور صرف دانہ ءسپند سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔ ہائے افسوس وہ مردان حر صفحہ ہستی سے رخصت ہو گئے۔ جن کے نعروں سے سینہ فلک شق ہوا کرتا تھا اور جن کے نعرہائے تکبیر سے پہاڑ اور کائنات کا ذرہ ذرہ لرز جاتا تھا' چند ایک جو بچ گئے ہیں انہیں بھی ایک ایک کر کے طاغوتی وکفری طاقتیں مٹانے پر تلی ہوئی ہیں۔ اس کی تازہ مثال ملک کے نامور عالم دین' بین الاقوامی شہرت کے حامل' جہادی تنظیموں کے سرپرست' مذہبی جماعتوں کے بہی خواہ' مسندِ حدیث کی رونق' طالبان افغانستان کے معاون ومربی' غریبوں و نادار حضرات کے مددگار۔ الغرض ہر دلعزیزی وکمالات کے جامع الصفات شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ کی شہادت ہے۔

قلم اور دماغ دونوں خشک ہو رہے ہیں اس بات سے کہ آپ جیسی بے ضرر منکسر المزاج' عجز وشرافت کی تصویر اور فرشتہ صفت انسان پر کوئی کیسے بندوق چلا سکتا ہے؟ جس کی کسی بھی شخص سے بدی اور دشمنی نہیں تھی' اور نہ ہی اس بے ضرر انسان کا کسی فرقہ وارانہ تنظیم یا جماعت سے کوئی واسطہ تھا۔ آپ کے دل میں تعصب اور نفرت نام کی کوئی بھی چیز موجود نہیں تھی۔ البتہ بین الاقوامی سامراج کے خلاف انکا دل اور ان کا وجود آتش فشاں پہاڑ کی مانند تھا۔ آپ کا وجود اسلام دشمن عناصر کی آنکھ میں کانٹے کی طرح کھٹکتا تھا۔ آپ نے جس طرح تحریک طالبان کی سرپرستی اور معاونت کی' پھر اس کے بعد دینی مدارس کے خلاف جاری ریشہ دوانیوں اور ملک میں دین و مذہب کے خلاف مسلسل سازشوں کے خلاف آپ ہمیشہ سینہ سپر رہے۔

حیرانگی، تعجب اور افسوس کی بات یہ ہے کہ حکمران، مغربی ممالک اور دیگر سیکولر عناصر مسلسل دینی طبقات، مدارس اسلامیہ اور علماء کو بنیاد پرستی، انتہاپرستی اور دہشت گردی کا طعنہ ہر وقت دیتے ہیں۔ اور ابھی حال ہی میں جناب پرویز مشرف نے حسب عادت اپنے ایک خصوصی مضمون میں ان پرانے الزامات کا پھر اعادہ کیا ہے اور تمام برائیوں اور تخریب کارانہ کاروائیوں کی وجہ اسی مظلوم طبقے کے سر تھوپا گیا ہے۔ کہ نزلہ بھر عضو ضعیف

ہمارا حکمرانوں اور پوری دنیا سے یہ سوال ہے کہ اگر علماء اور دینی طبقات ہی ''ظالم اور تخریب کار'' ہیں تو پھر یہ بیچارے کیوں تختہ ستم بنے ہوئے ہیں؟ اور علماء میں بھی خصوصاً دیوبند کے مسلک والے چیدہ چیدہ معتدل مزاج شخصیات کو کیوں چن چن کر قتل کئے جارہا ہے؟ پھر کراچی میں مدارس دینیہ سے وابستہ علماء کا تو سوچے سمجھے منصوبے کے ساتھ صفایا کیا جارہا ہے۔ اور خصوصاً حضرت علامہ یوسف بنوریؒ کے جامعہ بنوری ٹاؤن پر تو یورش مسلسل ہے۔ جامعہ کی مقتدر شخصیات پر پے در پے حملے ہوئے اور کئی جلیل القدر علماء و مشائخ ظالموں کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش کر گئے۔ راقم جس کی اولین مادر علمی بنوری ٹاؤن ہی ہے اور یہ غمزدہ وقتاً فوقتاً اپنی اجڑتی اور غمزدہ ماں کی گود کے پیاروں پر نوحہ گری اور اپنے درد و جذبات کا اظہار کرتا رہا۔ آج سے چار سال قبل (جون ۲۰۰۰ء) حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ کی شہادت پر بھی کچھ لکھا تھا جو ٹھیک اس نئی افتاد اور قیامت خیز حادثے سے مناسبت رکھتے ہیں۔ آج دوبارہ اپنے جگر کے پرانے داغ نذر قارئین ہیں:

''جامعہ بنوری ٹاؤن کی صفوں سے صرف چند سالوں میں حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، حضرت مولانا سید مصباح اللہ شاہؒ مولانا بدیع الزمانؒ، مولانا مفتی محمد ولی درویشؒ اور حاجی عبداللہ مہاجر مدنیؒ رخصت ہو گئے اور پھر حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ اور استاذی حضرت مولانا مفتی عبدالسمیع شہیدؒ اور سُلالۂ ابرار مولانا محمد بنوری شہیدؒ کی پے در پے شہادتوں نے نہ صرف مدرسے کو شکستہ کیا بلکہ دلوں کے در و دیوار تک شکستہ ہو کر رہ گئے اور اب ایک بار پھر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا خون ناحق کر دیا گیا۔ متعدد علماء و اساتذہ کے پے در پے خون بہانے سے بنوری ٹاؤن کے میناروں تک خون کی سرخی پہنچ گئی ہے۔ جامعہ بنوری ٹاؤن سے جنازے اٹھاتے اٹھاتے اہل جامعہ کے کندھے تھک گئے ہیں اور قاتلوں کے خلاف روایتی پرچہ کٹاتے کٹاتے علماء عاجز آ گئے ہیں۔ معلوم نہیں کہ اس ملک کا کون والی وارث ہے؟ اور کس قاتل کے ہاتھ مسندِ قضاء و انصاف تھما دی گئی ہے۔ یہاں علماء اور فضلاء اور مذہبی افراد کا خون ایسا بہایا جارہا ہے جیسے پاکستان نہیں بلکہ الجزائر اور مصر ہو۔ اس معاشرے میں زندہ رہنا اور علم و فضل سے وابستہ ہونا گویا ایک جرم بن گیا ہے۔ ملک و ملت پر ہر صبح قیامت کا سورج طلوع ہوتا ہے کسی نہ کسی گوشے، مدرسے، خانقاہ اور امام باڑے سے لہو کی دھار اٹھتی ہے غروب آفتاب کے وقت افق پر شفق کی سرخی کی جگہ خون ناحق کی سرخی پھیلی ہوتی ہے۔ یہاں دانشوروں، علماء فضلاء کو قتل کیا جاتا

ہے اور ڈاکوؤں' بد معاشوں' درندوں کو قضاء وقدر اور عزت و وقار کی خلعتیں بخشی جاتی ہیں۔ پورا ملک یوں لگتا ہے کہ قتل گاہ کی صورت اختیار کرگیا ہے۔ یہاں ہر عالم اور محبِّ وطن کی زندگی بھر کی خدمات اور کاوشوں کا صلہ آگ وخون میں نہلا دینا ہے۔ اس کی مثال مسیحائے قوم اور ہمدرد پاکستان حکیم محمد سعیدؒ اور دیگر مظلوم علمائے کرام کی قبریں ہیں۔ معلوم نہیں کہ مملکتِ پاکستان اور پاکستانی معاشرہ کب تک اپنے محسنوں کی قبروں میں اضافہ برداشت کرتا رہے گا ......

ابھی کچھ عرصہ پہلے ہی پاکستانی افواج کو عراق بھیجنے کا غلغلہ حکمرانوں نے پیدا کیا' تو اس فتنہ کے سد باب کے لئے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے تمام مسالک اور اکابرین کا اسلام آباد میں ایک نمائندہ اجلاس بلایا اور حضرت مفتی صاحبؒ نے بھی اس اجلاس میں نہ صرف شرکت کی بلکہ والہانہ انداز میں کئی گھنٹے مسلسل بیٹھ کر اس فتوی کی تیاری میں انتہائی جانفشانی سے کام لیا۔ اور پھر علمی وفقہی انداز میں ایک متفقہ فتویٰ مرتب ہوا' جسے ایم ایم اے کے جلسہ عام منعقدہ لیاقت باغ راولپنڈی کے عظیم الشان جلسہ عام میں اس کمیٹی کے چیئر مین مولانا سمیع الحق نے پڑھ کر جاری کیا جس میں تمام دینی جماعتوں کے اکابرین موجود تھے۔ جس کی بدولت ہی حکمران افواج پاکستان عراق بھیجنے سے باز رہے اور یوں عالم عرب و عالم اسلام میں پاکستان کے لئے پیدا ہونے والی متوقع نفرت ختم ہوگئی۔

حضرت مفتی صاحبؒ سیلف میڈ انسان تھے' سوات کے علاقہ شموزئی کے ایک چھوٹے سے غیر معروف گاؤں فاضل بیگ گھڑی' سخرہ میں پیدا ہوئے' کچھ ابتدائی تعلیم علاقے میں حاصل کی اور باقی علم کے حصول کے لئے کراچی تشریف لے گئے۔ بہت کم افراد کو علم ہوگا کہ آپ نے وہاں دوران تعلیم مختلف قسم کی سخت جان نوکریاں اور مزدوریاں بھی کیں اور یہ مشقتیں آپ نے راتوں کو جاگ کر برداشت کیں' اور پھر دن کو حصول علم کی جستجو کرتے۔ ان مشکل مراحل کے باوجود آپ نے علم کے حصول کا مقصد ادھورا نہیں چھوڑا۔ کہتے ہیں کہ ذہانت اور صلاحیتیں ہمیشہ سطح آب پر آکر ہی دم لیتی ہیں۔ اسی کے مصداق بہت جلد آپ بھی فراغت حاصل کرکے درس و تدریس میں ایک ممتاز حیثیت اختیار کرگئے اور پاکستان کے نامور اور کراچی کے معروف علمی درسگاہ جامعہ فاروقیہ میں آپ کی صلاحیتوں کی بھرپور قدردانی کی گئی اور تقریباً ۲۰ برس تک آپ اس درسگاہ کے مختلف شعبوں سے وابستہ رہے۔ اس کے علاوہ آپ نے سندھ کی مشہور جامشورو یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری بھی امتیازی حیثیت سے حاصل کی۔ پھر بعد میں آپ بین الاقوامی شہرت کے حامل جامعہ بنوری ٹاؤن منتقل ہوگئے اور آپ کا شمار جامعہ کے ممتاز مشائخ میں ہونے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ شیخ الحدیث اور رئیس دارالافتاء کے مناصبِ جلیلہ پر فائز ہوگئے۔ کراچی اور ملک بھر میں آپ کی علمی و روحانی شخصیت کا جادو چلنے لگا۔ آپ بڑی مثبت سوچ کے حامل شخصیت تھے' طبیعت میں مستقل مزاجی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی' آپ کی جسمانی قد آوری نے آپ کی شخصیت کی قد آوری میں چار چاند لگا دیئے تھے۔ سفید لباس میں ملبوس اور خوبصورت سفید داڑھی اور علمی وجاہت اور بے مثل سخاوت' انکساری' بہادری' شیریں گفتاری'

وضع داری آپ کی شخصیت کے بنیادی عناصر ترکیبی تھے۔ آپ کے مزاج میں روایتی خشک مزاجی، بالکل نہیں پائی جاتی تھی۔ آپ کا یہ کمال تھا کہ علمی اور تحقیقی اور فقہی مباحث کی مجلس ہوتی، تو بھی آپ مرکز نگاہ ہوتے یا اگر شعروادب کی بزم سخن سجتی تو بھی آپ اس میں میرِ محفل ہوتے۔ اور شعروادب کے ساتھ آپ کا انتہائی گہرا تعلق تھا۔ گو مجھ ناچیز طالب علم کے ساتھ آپ کا تعلق بنوری ٹاؤن کے طالبعلمی کے زمانہ ہی سے تھا، آپ ہمیشہ شفقت و محبت سے پیش آتے تھے، پھر بعد میں یہاں حقانیہ میں آپ کئی برس تک مسلسل وفاق المدارس کی جانب سے بطور نگران اکوڑہ خٹک تشریف لایا کرتے تھے تو اکثر ملاقاتیں رہتیں۔ لیکن جب راقم نے ''الحق'' کی ادارت سنبھالی اور خامہ فرسائی و تک بندی کا سلسلہ بھی شروع ہوا تو میرے انتہائی مخلص ترین مشفق مہربان حضرات کی فہرست میں آپ کا شمار سب سے پہلے تھا۔ ہمیشہ میرے مضامین پسند فرماتے اور تشجیع و حوصلہ افزائی فرماتے۔ پھر بعد میں ایک ادبی سلسلہ ''ذوق پرواز'' کے نام سے اپنے بے مایہ قلم سے نکلا۔ تو چھوٹوں کی حوصلہ افزائی کی ایک مثال دیکھئے کہ یہاں کی ایک علمی تقریب میں بہت سے علماء مشائخ کی موجودگی میں پیری و مریدی کی بحث چل رہی تھی تو آپ نے سب کے سامنے فرمایا: ''ہر کوئی کسی نہ کسی کا پیرو مرید ہے اور میرے بھی کچھ تھوڑے بہت مرید ہیں۔ لیکن میں راشد الحق کا مرید ہوں'' میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ مجھ ناکارہ اور گناہگار کے بارے میں یہ کیا فرمارہے ہیں میں آپ کا مرید ہوں۔ یہ آپ کی وسعت ظرفی، اصاغر پروری اور علم دوستی کا نمایاں پہلو تھا۔

آپ کی معیت میں فتح کابل کے موقع پر افغانستان کا ایک یادگار سفر بھی راقم کو نصیب ہوا۔ آپ اگرچہ نہایت سنجیدہ اور متانت و وقار کا مجسمہ تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ کے پہلو میں موم سے زیادہ نرم اور پارے سے زیادہ متحرک ایک دل بھی تھا اور اس دل میں ایک ادیب، سخن فہم، نکتہ سنج اور باذوق انسان بھی ایک کونے میں چھپا ہوا تھا، اسی لئے کئی روز کے سفر میں آپ طرح طرح کے لطائف و ظرائف اور اشعار و نکات سے سفر کو دوبالا کرتے رہے۔ اور آپ حقیقت میں اس شعر کی تعبیر تھے کہ:

نگاہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز　　یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

اس سفر کی ایک ایک بات اور ایک ایک لمحہ آج بری طرح ستارہا ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کے علاوہ اس سفر میں میرے بہت ہی مشفق و مربی اور مہربان استاذ حضرت مولانا مفتی عبدالسمیع شہیدؒ، حضرت مولانا مفتی محمد ولی صاحب مرحوم اور دیگر علماء ہمراہ تھے۔ ہائے افسوس اس سفر کے کئی ہمسفر ناموس اسلام کے تحفظ کی خاطر شہید ہوگئے اور ہم جیسے گفتار کے ''غازی'' صرف ''شہیدِ'' تمنا ہی ٹھہرے۔

ے یاران تیز گام نے محمل کو جا لیا　　ہم محو نالہ جرس کارواں رہے

اور ے گل گونہ عارض ہے نہ ہے رنگ حنا تو　　اے خوں شدہ دل تُو تو کسی کام نہ آیا

حضرت مفتی صاحبؒ کے بارے میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور آئندہ بھی بہت کچھ لکھا جائے گا۔ کیونکہ کردار و گفتار کے غازی' عظمتوں کے امین' قافلوں کے امیر عزم و ہمت کے ہمالیہ' اخلاص وتقویٰ کے پہاڑ' سیرت و اخلاق کے اعلیٰ نمونے' اسلاف کی روایات کے پاسبان جیسی عظیم صفات کے حامل کردار کبھی گردِ فنا سے اَٹ نہیں سکتے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کا روشن کردار بھی صبح کے ستارے کی طرح ہمیشہ روشن اور چمکتا و دمکتا رہے گا۔ تاریخ ہمیشہ آپکے نام کی تعظیم کرے گی اور آنے والے قافلے آپ جیسے شہیدان وفا سے عزم ہمت کی جلا پاتے رہیں گے۔ شہادت کے چند لمحوں بعد یہ دردناک اطلاع حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو پہونچ گئی۔ دارالعلوم حقانیہ میں اس اطلاع سے غم و رنج کی فضا چھا گئی۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اولین پرواز سے کراچی پہونچ گئے' نہ صرف جنازہ اور تدفین میں شرکت کی بلکہ جنازہ سے قبل جسد مبارک کے ساتھ کھڑے ہوکر حاضرین جنازہ سے دردناک خطاب بھی فرمایا اور دو دن تک جامعہ بنوری ٹاؤن کے اکابرین کے ساتھ بیٹھ کر شریکِ غم رہے' دارالعلوم میں تعزیتی تقریب میں ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا۔ ادارہ آپ کے صاحبزادگان' پسماندگان اور استاذ محترم حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب مدظلہ سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ ع حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

تبلیغی جماعت اور اکابر علماء کی یادگار

حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کی رحلت

یادگار اسلاف' عالم بے بدل' فقیہہ زمانہ' مبلغ دوراں' داعی خیر' حسن و جمال کے پیکر' علم و عمل کی تصویر اور آسمان رشد و ہدایت کے آفتاب و مہتاب حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ بھی طویل علالت کے بعد نیم جاں امت کو روتے ہوئے داغِ مفارقت دے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ع دیکھو جسے ہے راہِ فنا کی طرف رواں

پرانے چراغوں میں سے صرف آپ ہی تنہا ضوفشانی کیلئے باقی رہ گئے تھے۔ سو طوفانِ اجل کی ''مہربانیوں'' سے یہ چراغ بھی گل ہوگیا' اور فانوس زندگی کی لو اور بھی کم پڑگئی اور ظلمتِ شب کی سیاہی اور بڑھی۔

ع اک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

کاروانِ آخرت کا ایک اور مسافر منزل سر کرگیا اور تنزل وابتری کا شکار معاشرہ اور فسق و فجور میں ڈوبی ہوئی قوم میں دعوت وتبلیغ کا بلند و بالا مینار بھی بالآخر منہدم ہوگیا۔ قحط الرجال محاورے کے خول سے نکل کر حقیقت کا روپ دھار گیا' پشاور سے لے کر کراچی تک اور آس پاس کے پڑوسی ممالک میں بھی ذرا نظر دوڑائیے تو آپ کو وہ کچھ نظر نہیں آئے گا جس کی نگاہ عادی ہوگئی تھی اور جن کی توجہ سے یخ بستہ اور مردہ دلوں میں حدت اور زندگی کی نمو ہوتی تھی۔ معلوم

نہیں کس منزل اور کس وادی میں اصحاب دعوت وعزیمت کا قافلہ سخت جان ٹھہر گیا۔ آج اپنے آنگن کی ویرانی کا ماتم کیجئے۔ کہاں گئی وہ اکابرین امت اور مشائخ عظام کی کہکشاں؟ دور دور تک قافلہ نو کی کوئی امید کوئی آرزو اور کوئی بھی آہٹ محسوس نہیں ہو رہی۔

دور تک قافلہ صبح کے آثار نہیں		یا الٰہی ایسی سنسان نہ تھی ہجر کی رات

اور

کل تلک گردش میں جس ساقی کے پیمانے رہے		رو رہی ہے آج اک ٹوٹی ہوئی مینا اسے

حضرت مفتی صاحبؒ ہندوستان کے معروف بین الاقوامی اداروں دارالعلوم دیو بند اور جامعہ ڈابھیل سے فارغ التحصیل تھے، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے آپ خصوصی شاگرد تھے' فراغت کے بعد حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی انقلابی' فکری اور دعوتی تحریک سے ایسے منسلک ہوئے کہ مرتے دم تک اسی مقصد کے لئے ہی جیتے رہے۔ آپ کا شمار تبلیغی جماعت کے ممتاز مبلغین اور اکابرین میں سے تھا۔ یقیناً آپ کی جدائی سے تمام دینی حلقوں اور خصوصاً تبلیغی جماعت کو عظیم نقصان پہنچا۔ آپ نے وقتاً فوقتاً مسلم حکمرانوں' سیاستدانوں اور ارباب بست وکشاد کو اسلام کے حقیقی پیغام کو سمجھنے اور اس کی تنفیذ کیلئے کلمہ حق مسلسل ادا کیا۔ خصوصاً جنرل ضیاء الحقؒ کو آپ نے بارہا اسلامی نظام کے نفاذ کے بارے میں تجاویز دیں۔ مرحوم جنرل ضیاء الحقؒ کو بھی آپ کے ساتھ بڑی گہری عقیدت اور محبت تھی' آپ کی شخصیت میں اتنا کمال اور وجاہت اللہ تعالیٰ نے ودیعت کی تھی کہ عوام وخواص اور دینی ودنیاوی ہر قسم کے طبقات آپ کے گرویدہ اور مرید تھے۔ آپ تبلیغی جماعت سے وابستہ تھے لیکن کئی نازک موقعوں پر آپ نے ملک وملت کے لئے مختلف تحریکوں میں بھی حصہ لیا' مجھے خوب یاد ہے کہ شریعت بل کی منظوری کے لئے موجودہ پارلیمنٹ کے باہر غالباً ۱۹۸۵ء میں ایک بھرپور عوامی ریلی کا اہتمام حضرت والد صاحب مدظلہ نے کیا تھا' اور اس کی قیادت قائد شریعت مولانا عبدالحق صاحبؒ نے فرمائی تھی۔ اس جلوس کی ایک خاص بات یہ تھی کہ حضرت مفتی زین العابدین صاحبؒ بھی اس موقع پر موجود تھے اور آپ نے خطاب بھی فرمایا تھا۔ اس کے علاوہ دیگر کئی سیاسی وغیر سیاسی تقاریب میں آپ وقتاً فوقتاً تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ کا ہمارے خاندان اور خصوصاً حضرت والد صاحب مدظلہ کے ساتھ بڑا مشفقانہ تعلق تھا' ہمیشہ رائیونڈ اور دوسرے اجتماعات میں ہم بھی حضرت والد صاحب مدظلہ کے ساتھ آپ کے ہاں حاضری دیا کرتے تھے اور آپ ہمیشہ بڑے خلوص اور محبت سے پیش آتے' اور بڑے اہتمام سے مہمانوازی فرماتے۔ آپ کی شخصیت بڑی خوبصورت اور اجلی تھی اور چہرہ مبارک بھی بڑا نورانی اور بارعب تھا۔ کچھ عرصہ سے بیمار تھے' آخر بیماری نے علم وعمل کے اس بحر زخار کو بحر فنا کے سپرد کر دیا۔ آپ ۱۵ مئی ۲۰۰۴ء کو انتقال فرما گئے۔ دارالعلوم میں آپ کیلئے اجتماعی دعا کی گئی۔ آپ نے فیصل آباد میں ایک بڑا عظیم الشان مدرسہ ''دارالعلوم فیصل آباد'' کے نام سے قائم کیا۔ اور اس کے علاوہ اپنے پیچھے نیک صالح اور باعمل اولاد اور پسماندگان کو صدقہ جاریہ کے طور پر چھوڑا۔ رحمه الله رحمة واسعة

شذرات: جنوبی وزیرستان وانا میں جاری آپریشن کیا رنگ لائیگا؟ اور متحدہ مجلس عمل کیا کررہی ہے؟

ے　وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا　　کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

خود اپنی ہستی کو مٹانے کی حکایتیں ہم نے بہت کم سنی ہیں۔ اور خود اپنے ہی ہاتھوں گھر کو تاراج کرنے کی مثالیں بھی ہم نے شاذ و نادر ہی دیکھی ہیں۔ ان دنوں مملکت پاکستان اور اس کے باسی ایک المناک داستان کے مناظر دیکھ رہے ہیں۔ پاکستانی طیارے امریکی ہیلی کاپٹروں، امریکی سٹیلائٹ سسٹم کے ذریعے اپنی ہی سرزمین، اپنے ہی لوگوں اور اپنی ہی املاک کو تباہ کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ پاکستانی فوج کے ذریعے پاکستان کے مضبوط اور نظریاتی قلعے قبائل کو ان دنوں زیر و زبر کیا جارہا ہے۔ ان کے ہزاروں سال سے قائم قدیم روایات کو پامال کیا جارہا ہے، ان کی مارکیٹیں املاک، بارود سے اڑائی جارہی ہیں۔ یذیدیت کی تاریخ دہرائی جارہی ہے، پانی اور بجلی بھی متاثرہ علاقوں میں بند کردی گئی ہے۔ صرف اس بات پر کہ یہ امریکہ کی خواہش ہے، اور ''وجہ فساد'' یہ ٹھہرا ہے کہ عرب مجاہدین جو امریکی استعمار کے سامنے شکست تسلیم نہیں کررہے ہیں اس علاقے میں موجود ہیں، اور قبائل ان کو پناہ دیئے ہوئے ہیں یہ صرف اور صرف قیاس، مفروضوں اور سایوں کے پیچھے دیوانہ وار بھاگنا ہے اور اسی دیوانگی کے کھیل میں ہم نے آدھے سے زیادہ اپنا گھر برباد کردیا ہے۔ آج قبائل کی باری ہے کل امریکہ اور افغان انتظامیہ یہ مطالبہ کریں گے کہ اسلام آباد، پشاور، اور لاہور میں بھی آپریشن کیئے جائیں اور وہاں پر بھی بمباری کی جائے۔ یہ کون سا دستور اور کون سا اندازِ حکمرانی ہے؟ کس حد تک امریکی احکام ہم بجالائیں گے؟ کہاں تک غلامی کا یہ طوق ہم اٹھا کر جائیں گے؟ کوئی تو ایسا موڑ ہو اور کوئی تو ایسی منزل ہو جہاں اس قافلہ نیم جاں کی گلو خلاصی ہو۔ پاکستانی قوم اور اس کے مظلوم و مقہور پولیس اور فوج دہشت گردی کے نام پر جاری خونی تماشے میں بے گناہ مسلمانوں کا خون بہاتے بہاتے تھک گئے ہیں۔ لیکن ہر نیا روز ان کے لئے غلامی کا پیغام اور اپنے ہی حکمرانوں کا مسلط کردہ عذاب کا سورج ان کے سروں پر طلوع ہوتا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے قبائل کے ساتھ ایک باوقار معاہدہ ہوا، اور حالات معمول پر آگئے اور معاملات سدھر گئے، پھر ایک مخفی اشارے پر دوزخ کی بھٹی کے در کھول دیئے گئے۔ ہم اس موقع پر مذہبی جماعتوں اور خصوصاً متحدہ مجلس عمل کے قائدین سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تم لوگ اسلام آباد اور اقتدار میں آکر کس منزل راحت میں کمر کھول کر سو گئے ہو۔ کیا تمہیں مظلوم قبائل اور مظلوم انسانوں کی چیخ و پکار سنائی نہیں دے رہی؟ اور کیا تمہیں کروڑوں ووٹروں کے احساسات و جذبات کا خیال نہیں؟ جنہوں نے تمہیں ظالم حکمرانوں کے خلاف محاذ جنگ پر بھیجا تھا، ہائے افسوس کہ تم لوگ بھی ان کے دام ہم

رنگ زمیں میں گرفتار ہوگئے اور سنہری اور گھنیری ریشمی زلفوں کے سایوں میں کھوگئے۔ یہ عہدے یہ مناصب اور عارضی ترقیاں تمہارے اکابر کے مطمع نظر نہیں تھے، تمہاری یہ ہریالی سے بھرپور فصل طالبان افغانستان کے خونِ ناحق سے سینچی گئی ہے۔ آج تم اپنا دامن تحریک طالبان اور مجاہدین سے چھڑا رہے ہو۔ لیکن یاد رکھو! کہ قوم نے تمہیں صرف اور صرف طالبان کی محبت میں، امریکی استعمار کی بڑھتی ہوئی جارحیت روکنے اور پاکستانی حکمرانوں کی دین دشمنی کی روک تھام کیلئے ووٹ دیا تھا۔ آئندہ الیکشن میں آپکو ایل ایف او یا دیگر قانونی "فتوحات" کی بناء پر ووٹ نہیں پڑیں گے اور نہ ہی آپ کی وہ پذیرائی کی جائے گی، جس کے آپ عادی ہوگئے ہیں۔ قوم آپ کی مصلحت آمیز پالیسیوں اور فرینڈلی اپوزیشن کے کردار و مراعات سے متنفر و مایوس ہوکر باغی ہونے کو ہے۔

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا　　تمہی سو گئے داستاں کہتے کہتے

قانون توہین رسالت اور حدود آرڈیننس کے بارے میں پرویز مشرف کے مذموم و ناپاک عزائم

ہمارے ہاں وقتاً فوقتاً سب سے زیادہ تیشہ ستم مذہب اسلام اور اس کے قوانین بنتے رہے ہیں، زندگی کے کسی بھی شعبے اور علم و ہنر کے کسی بھی میدان میں غیر متعلقہ افراد اور نا تجربہ کار و نا سمجھ لوگوں کی رائے نہ ہی لی جاتی ہے اور نہ ہی ان کو اجازت دی جاتی ہے، لیکن بدقسمتی سے اسلامی قوانین کے بارے میں روز اول ہی سے اس ملک میں ہر کسی کو ٹانگ اڑانے کی کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے، جس کا جو بھی جی چاہے اسلامی قوانین اور قرآنی حدود و تعزیرات اور دیگر اہم اسلامی دفعات پر رائے زنی کرسکتا ہے۔ خواہ اس کو اس بارے میں کوئی شد بد ہو یا نہ ہو۔ معمولی مزدور سے لے کر ملک کی اعلیٰ ترین قیادت نے ہمیشہ مذہب کو محکوم کرنے کی کوشش کی ہے، مذہب کی آڑ میں ملا کو، مدرسے کو، گالیوں سے نوازا گیا ہے۔ اس ملک میں قائداعظم کی توہین کرنے والوں کے لئے تو سخت گیر قوانین موجود ہیں اور اس میں کوئی ردوبدل یا نرمی کا مطالبہ نہیں کیا گیا اور نہ ہی اصولاً ہونا چاہیے، لیکن ظلم یہ ہے کہ دوسری جانب حقیقی قائداعظم اور رہبر انسانیت کے تحفظ کے لئے بنائے گئے قوانین خصوصاً توہین رسالت اور حدود آرڈیننس کے بارے میں طرح طرح کی بولیاں بولی جارہی ہیں، اور وقتاً فوقتاً کہیں نہ کہیں سے کوئی مروڑ اٹھتا جاتا ہے۔ جب پرویز مشرف اقتدار پر قابض ہوئے تو انہوں نے آتے ہی توہین رسالت اور حدود آرڈیننس میں ترامیم اور تبدیلیوں کا عندیہ دے دیا تھا لیکن اس وقت علماء کی شدید مخالفت نے اس کے ناپاک قدم روک دیئے تھے اب دوبارہ اس قسم کے عزائم کا اعلان پرویز مشرف نے گزشتہ دنوں ایک پروگرام میں کیا ہے۔ کیونکہ اب پرویز مشرف سمجھتے ہیں کہ وہ جو چاہیں ملک میں کرسکتے ہیں۔ کوئی ملک میں پوچھنے

والا نہیں۔ بدقسمتی سے ترامیم اور تبدیلی کا مطالبہ دراصل امریکہ' مغرب اور لادین عناصر اور این جی اوز کے ایماء پر ملک کی اعلیٰ ترین سرکاری شخصیت سے کرا رہے ہیں' یہ ملک جو اسلامی سٹیٹ ہے' اور دو قومی نظریہ کی بنیاد پر قائم کیا گیا۔ اب یہاں ببانگ دہل کہا جا رہا ہے کہ کائنات کے بدترین اور گستاخ ترین انسانوں کو حضور پاک ﷺ کی توہین اور تحقیر کرنے کیلئے پہلے سے قائم قوانین میں ان لوگوں کیلئے کچھ نرمی اور سہولت ہونی چاہیے۔ ع برایں عقل و دانش ببایدگریست تا کہ وہ اپنے دلوں میں چھپے بغض اور کفر کا اظہار کرنے میں آزادی اور سہولت محسوس کریں' جناب صدر آپ کی برطرفی اور وردی اتارنے کا مطالبہ کرنے والے اور آپ کی حکومت اور اس کے مقاصد میں رکاوٹ بننے والوں کے لئے تو کسی بھی قسم کی نرمی اور سہولت فراہم کرنا تو ناقابل معافی جرم ہے۔ تو وجہ وجود کائنات کروڑوں انسانوں کے محبوب قائد' رہنما' فخر موجودات سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی اقدس کی ناموس کو آپ کیوں اغیار و کفار کے لئے نشانہ ستم بنانے پر تلے ہوئے ہیں؟ اگر اس قانون میں کچھ بظاہر سقم ہے تو یوں تو سارے ملکی قوانین میں کچھ نہ کچھ خامیاں اور غلطیاں موجود ہیں۔ تو جناب قانون کا کہاں صحیح استعمال ہو رہا ہے؟ اور کون آئین و دستور کی دھجیاں اڑا رہا ہے؟ یہ عجیب منطق ہے کہ پتھروں کو باندھ دیا گیا ہے اور کتوں کو آزاد چھوڑا جا رہا ہے۔ خدارا! ملک و ملت اور اس کے اسلامی قوانین پر رحم کھائیے۔ بس یہی ایک اثاثہ تو آپ کے دستبرد سے بچا ہوا ہے باقی تو ملک میں ہر چیز لوٹ لی گئی ہے۔ دینی طبقات' دینی صحافت اور سب سے بڑھ کر پاکستان کے غیور عوام کبھی بھی قانونِ رسالت اور حدود آرڈیننس میں کسی بھی قسم کی امریکہ نوازی اور مغرب پرستی اور لبرل خیالی کی انتہا پسندی برداشت نہیں کریں گے۔ اگر پھر بھی بزور طاقت اس کو چھیڑا گیا تو ہمیں پورا یقین ہے کہ پاکستان جو اس وقت آتش فشاں بنا ہوا ہے اور گلی گلی اور شہر شہر قتل گاہیں قائم ہیں' کہیں اس آتش فشاں کے دہانے پر قائم موم اور شیشے سے بنے ہوئے یہ کانچ کے محلات کہیں چور چور اور بھسم نہ ہو جائیں۔

ابوغریب جیل میں امریکہ اور اتحادیوں کا شرمناک کردار

ع　ثنا خوانِ ''تہذیب مغرب'' کہاں ہیں ؟

عراق کو آزادی' خود مختاری' مظالم سے نجات دلانے' ان کے حقوق بحال کرانے اور تحفظ دینے کے دعویدار تہذیب نو کے درس دینے والے اور دیگر خوشنما دعوے اور وعدے کرنے والوں نے یوں تو پہلے ہی دن سے عراقی عوام کے ساتھ جس طرح کا برتاؤ کیا اور جس طرح انہوں نے عراق پر تاریخ کی بدترین جارحیت اور بمباری کر کے قبضہ کیا وہ بھولنے والا نہیں۔ لیکن گزشتہ دنوں عراق کی سب سے بڑی جیل ابوغریب میں جہاں بے گناہ ہزاروں قیدیوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح قید کیا گیا ہے اور ان پر ایسے مظالم ڈھائے جا رہے ہیں جس سے مظالم کی تاریخ ناآشنا ہے۔

ان ستم ایجاد دہشت گردوں نے کبھی سرزمین جاپان کو جہنم کدہ بنایا تو کبھی ویت نام کو مقتل گاہ اور عرصہ محشر بنایا۔ نت نئے حربے افغانستان میں بے گناہ طالبان اور عرب مجاہدین پر آزمائے گئے "رقص بسمل" کی طرح ڈالی گئی' شبرغان جیل' بگرام ائیر بیس اور پل خشتی میں بے گناہ انسانوں پر ایسے تجربات کئے گئے جو مغرب کی لیبارٹریوں میں چوہوں اور حشرات الارض پر بھی نہیں کئے جاتے۔ پھر گوانتاناموبے جیل میں ہزاروں بے گناہ انسانوں کے ساتھ ایسا بدترین برتاؤ کیا گیا کہ انسانیت سر پیٹ کر رہ گئی اور عرش تا فرش الاماں والحفیظ کی صداؤں سے گونج اٹھا۔ یہ ان کی "نیک نامی" کے لئے کافی نہیں تھا تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اب کہ پوری انسانیت کا جامہ اتارا جائے اور اپنی شلوار اتار کر کیوں نہ اسے سر کی کلاہ فاخرہ بنائی جائے۔ انہوں نے عراقی قیدیوں کو مادرزاد ننگا کر کے ان کے ساتھ ایسا بھیانک سلوک کیا کہ قلم ان کے بیان سے ہچکچا کر پانی پانی ہو رہا ہے۔ ان بندھے ہوئے قیدیوں پر درندے نما کتے چھوڑے گئے' ننگے قیدیوں کے مینار بنائے گئے' ان کے گلوں میں رسیاں ڈال کر انہیں کتوں کی مانند بھونکنے اور دوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بدفعلیوں پر اکسایا گیا' ان کے جسموں پر گندگی اور پاخانوں کی لیپ کی گئی۔ ان کے چہروں پر فوجیوں نے پیشاب کیا' نازک اعضاء کو سگریٹوں سے جلایا گیا' بجلی کے کرنٹ دیئے گئے' اور برف کی سِلوں میں زندہ انسانوں کو ڈال کر شہید کیا گیا۔ اور پھر ان کی لاشوں پر بندوقیں اور بوٹ رکھ کر فخر و بہادری کے طور پر تصویریں اور فلمیں بنائی گئیں۔ کیونکہ انہوں نے انسانیت اور انسانی اقدار کو دفن کر کے چنگیز خان' ہٹلر اور دیگر ظالم اور سفاک مجرموں کو ابوغریب جیل میں شکست دے دی ہے۔ ان روح فرسا تصاویر اور اعصاب و دماغ کو سُن کرنے والے مناظر نے چشم فلک کو بھی ناکارہ بنا دیا اور انسانی آنکھوں سے بھی بینائی چھن گئی۔ سوال یہ ہے کہ کیا ابوغریب جیل میں مظلوم' بے گناہ' عراقی قیدی ننگے ہوئے؟ نہیں نہیں! ہرگز نہیں۔ بلکہ جارح امریکہ' اقوام عالم میں ننگا ہوا۔ اس کا لباس فاخرہ تار تار ہوا۔ اس کی قبائے شاہی شق ہوئی اس کے گریبان کے بخیے اُدھڑ گئے اور اس کے عزائم میں پیوند لگ گئے اور بے حیائی کا طوق اس کے گلے کی رسی بن گیا۔ عراقی عوام اور مظلوم قیدی ان نازیبا حرکات پر شرمندہ نہ ہوں' آپ کے ہمراہ برہنگی میں پوری انسانیت بھی ننگی ہوئی۔ اقوام متحدہ ننگی ہوئی' انسانی حقوق کی نام نہاد تنظیمیں ننگی ہوئی' عراق پر حملہ کرنے والے ممالک اور اتحادی ننگے ہوئے۔ امریکہ اور مغرب کی حکومتیں' عدالتیں اور اسمبلیاں ننگی ہوئیں بلکہ موجودہ سارا عہد ننگا ہوا۔ الغرض ابوغریب کی جیل حمام بن گئی جس میں ان کے ہمراہ ساری دنیا ننگی ہوئی اور ابوغریب جیل کو قیدیوں سے بھرنے والے خود ضمیر کے قیدی بن گئے۔ امریکی انتظامیہ کے تمام عہدیدار معافیوں پر معافی مانگ رہے ہیں۔ لیکن ان کا وقار اور لباس دن بدن سرکتا جا رہا ہے اور وہ آج پوری دنیا کے سامنے الف ننگا ہو کر رسوائی اور شکست کے داغوں سے اپنا جسم چھپا رہا ہے۔

ان مظالم کے موقع پر پاکستانی حکمرانوں اور سیاستدانوں کی چپ سادھ لینا ایک لمحہ فکریہ ہے اور انہیں اس دن سے ڈرنا چاہیے جب خداوند قدوس اور حضور رسالت مآب ﷺ اور پوری دنیا کے سامنے انہیں بھی ننگا کیا جائیگا۔

درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط وترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال

جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ماجاء فی رحمة اليتيم وكفالته

یتیم کے ساتھ رحمت وشفقت اور اس کی پرورش کرنے کا بیان

حدثنا سعيد بن يعقوب الطالقاني ثنا المعتمر بن سليمان قال سمعت ابي يحدث عن حَنش عن عكرمة عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: من قبض يتيماً من بين المسلمين الى طعامه وشرابه ادخله الله الجنة البتتة الا ان يعمل عملا لايغفر وفي الباب عن مرة الفهري وابي هريرة وأبي أمامة وسهل بن سعد وحَنش وهو حسين بن قيس وهو ابو علي الرجي وسليمان التيمي يقول، حنش وهو ضعيف عند اهل الحديث:

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جس نے لے رکھا کسی یتیم کو' مسلمانوں کے درمیان میں سے' تا کہ اپنا کھانا پینا اس کو دے' تو اللہ تعالیٰ اس کو بلاشک جنت میں داخل فرماوے گا' مگر یہ کہ وہ کوئی ایسا عمل کرے جس کی بخشش نہ کی جاتی ہو' اور اس باب میں حضرت مرۃ الفہریؓ حضرت ابوہریرۃؓ حضرت ابو امامہؓ اور سہیل بن سعدؓ سے روایات ہوئی ہیں۔ اور حنش جو ہیں' یہ حسن بن قیس ابوعلی علی الرجبی ہیں' اور سلیمان التیمی ان کو ''حنش'' کہا کرتے تھے' اور یہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

یتیم کس کو کہا جاتا ہے: یتیم' یتم سے ماخوذ ہے اور یتم کے معنی ہے یکتائی اور تنہائی۔ پس لغت کے اعتبار سے یتیم کا معنی ہے تنہا' اکیلا' اور اس وجہ سے جو چیز بیش قیمت اور بےنظیر ہو اسے بھی یتیم کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی اپنے اوصاف کے اعتبار سے یکتا اور تنہا ہوتی ہے' کہا جاتا ہے کہ بلد یتیم' بےنظیر شہر' درة يتيمة بیش قیمت اور بےنظیر موتی۔ اور اصطلاح میں' صغرسنی میں جس کا باپ مرجائے اور جانوروں میں یتیم وہ ہوتا ہے جس کی ماں مرجائے۔ لغوی اور اصطلاحی

معنی میں مطابقت ظاہر ہے۔

رحمت اور کفالت: یتیم کے ساتھ رحمت کرنا یہ عام ہے' یعنی رحمت وشفقت مختلف طریقوں سے ہوسکتی ہے' ایک وقت یتیم کو بٹھا کر کھانا کھلاوے' یہ بھی رحمت ہے' ایک جوڑا کپڑے خرید کر یتیم کو دے دے یہ بھی رحمت ہے' پانچ دس روپے کسی ضرورت کے رفع کرنے کے لئے دے دے' یتیم بیمار ہو تو اس کا علاج کرادے' یہ سب رحمت وشفقت کے مختلف پہلو ہیں اور کفالت بمعنی ضم ہے' جیسا کہ آیت کریمہ میں ہے و کفلها زکریا' ایک قرأت کے مطابق تخفیف کے ساتھ ہے' بمعنی ضمها الیه یعنی زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کو اپنے ساتھ کرلیا اور ان کی پرورش کی۔ یعنی کسی یتیم کو اٹھا کر اپنے گھر لے جائے اور اپنے بچوں کی طرح اس کے کھلانے' پلانے' کپڑے دینے تعلیم وتربیت کرنے اور اس کی تمام ضروریات کی ذمہ داری لے لے یہ کفالت کہلاتی ہے۔

پس باب ھذا میں رحمت کے بعد کفالت کا ذکر' ذکر خاص بعد العام ہے

من قبض يتيما من بين المسلمين:

من بين المسلمين اگر یتیماً کے ساتھ متعلق لیا جاوے تو یتیم خاص ہوگا یعنی مسلمان گھرانے کا' اور مطلب یہ ہوگا کہ جس نے کسی ایسے یتیم کو لے رکھا جو مسلمانوں میں سے ہو اور کسی مسلمان گھرانے سے تعلق رکھتا ہو اور وہ اس کو کھانا پینا دے کر اس کی پرورش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جنت میں داخل فرماوے گا' اور اگر من بين المسلمين کا تعلق من قبض سے ہو تو اس اعتبار سے یتیم عام ہوگا' خواہ مسلمان ہو' خواہ یہودی' نصرانی وغیرہ غیر مذہب کے گھرانے سے تعلق رکھتا ہو' اور حدیث کا مطلب یہ ہوگا' کہ اگر مسلمانوں میں سے کسی نے ایک یتیم کی پرورش کی' خواہ وہ یتیم مسلمان ہو خواہ یہودی ہو یا نصرانی' اور اس نے اس یتیم کو کھانا پینا دے کر اس کی پرورش کی تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جنت میں داخل فرماوے گا۔

یتیم پر ماحول کا اثر پڑتا ہے: دیکھئے دین اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے' جو کہ کل عالم کے لئے رحمت ہے' غیر مسلموں کے ساتھ بھی رحمت و ہمدردی کی تعلیم دیتا ہے' اس حدیث میں گویا غیر مسلم یتیم کی پرورش کرنے پر بھی جنت کی ابدی راحت ونعمت کی خوشخبری سنائی گئی ہے' اس تعلیم پر عمل کرنے سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ غیر مسلم یتیم جب ایک مسلمان گھرانے میں پرورش پائے تو ماحول کے اثر کی وجہ سے قوی امید کی جاسکتی ہے کہ بڑا ہو کر وہ مسلمان ہوگا' بچہ عموماً والدین کے دین پر ہوتا ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ جس ماحول میں بچہ پرورش پاتا ہے اس ماحول سے وہ متاثر ہو کر وہی رنگ پکڑتا ہے جیسا کہ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ ہر بچہ کی پیدائش دین فطرت (اسلام) پر ہوتی ہے' پھر اس کے والدین اس کو یہودی ونصرانی یا مجوسی بنادیتا ہے''

پس ظاہر ہے کہ جب کسی غیر مسلم یتیم کیلئے دین فطرت کے مطابق اسلامی ماحول میسر ہو جائے تو وہ ضرور

مسلمان ہوگا (انشاء اللہ تعالیٰ) تو یہ اس پرورش کرنے والے کیلئے مزید بڑی منقبت ہوگی اور باعث اجر عظیم ہوگا۔

ادخله الله الجنة البتة: یعنی اللہ تعالیٰ اس (یتیم کی پرورش کرنے والے) کو ضرور جنت میں داخل فرماوے گا۔ البتہ بت بمعنی قطع' یعنی قطعا اور بلا شک وشبہ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں بھیجے گا۔

الا ان یعمل ذنبا لایغفر: مگر یہ کہ وہ آدمی کوئی ایسا جرم کرے جس کی مغفرت نہ ہوتی ہو اس جرم سے مراد یا تو شرک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود یہ فیصلہ قرآن کریم میں صادر فرمایا' چنانچہ فرماتا ہے:

ان الله لایغفر ان یشرک به ویغفر مادون ذلک لمن یشاء الایه (النساء:۴۸)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ یہ نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جاوے اور بخشتا ہے اس سے نیچے کے گناہ جس کے لئے چاہے۔

کفر شرک سے کم نہیں ہے: شرک کے عدم مغفرت کے متعلق یہ آیت کریمہ سورۃ النساء میں دو جگہ پر آیا ہے' آیت ۴۸ میں بھی یہ حکم مذکور ہے' اور آیت ۱۱۶ میں بھی' آیت ۴۸ کے نیچے حضرت شیخ الہندؒ نے اللہ تعالیٰ نے ویغفر مادون ذلک '' کا ترجمہ اس طرح تحریر فرمایا ہے۔ اور بخشتا ہے اس سے نیچے کے گناہ جس کے چاہے'' مادون ذلک کا یہ ترجمہ قواعد عربی کے اعتبار سے بھی نہایت درست معلوم ہوتا ہے' اور اس مین ایک باریک نکتہ کی طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے اور وہ دفع ہے اس اعتراض کا جو کہ عموماً اس جگہ وارد ہوتا ہے کہ آیت کریمہ میں شرک کے علاوہ ہر قسم کے گناہ کو قابل معافی قرار دیا گیا ہے۔ پس کفر بھی ایک گناہ ہے جو کہ شرک کے علاوہ ہے۔ تو اس کو بھی قابل معافی مان کر کافر کے لئے بھی مغفرت کی امید رکھنی چاہیے؟

اس اعتراض کا دفع اس طرح ہوتا ہے کہ اعتراض کا منشاء یہ ہے کہ عام اردو تفاسیر میں'' ویغفر مادون ذلک لمن یشاء کا ترجمہ اس طرح لکھا گیا ہے'' اور بخشتا ہے اس (شرک) کے سوا جسے چاہے'' اور کفر بھی شرک کے سوا ہے' لیکن مادون ذلک'' کا جو ترجمہ حضرت شیخ الھندؒ نے تحریر فرمایا ہے ''کہ بخشتا ہے اس سے نیچے کے گناہ'' تو اس پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا' کیونکہ کفر شرک سے نیچے درجے کا گناہ نہیں ہے بلکہ وہ شرک سے بڑھا ہوا ہے' اس لئے کہ مشرک اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات سب کو مانتا ہے لیکن غیر کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس میں شریک اور حصہ دار ٹھہراتا ہے' جبکہ بعض کافر اس طرح ہوتے ہیں کہ وہ خود ذات باری تعالیٰ کے منکر ہوتے ہیں' بعض کسی صفت کے منکر ہیں۔ اور بعض صفت اور ذات دونوں کے منکر ہیں۔ پس ان میں سے کسی چیز کا بھی انکار ہو تو وہ توحید کا انکار ہے' لہذا جس طرح شرک قابل معافی جرم نہیں ہے' اسی طرح کفر بھی بطریق اولی نا قابل معافی ہوگا۔

مظالم اور حقوق العباد: اور یا اس جرم سے مراد وہ مظالم ہیں جو اس شخص نے لوگوں پر کئے ہوں یعنی مخلوق پر

کیے گئے مظالم کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا جب تک اصحاب حقوق خود معاف نہ کردے' ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ دونوں کا جمع مراد ہونا ظاہر ہے' کیونکہ (شرک تو بتصریح نص نا قابل معافی جرم ہے) اور اس پر بھی اجماع ہے کہ مجرد یتیم کی پرورش کرنے پر حقوق العباد کی معافی نہیں ہوتی' کیونکہ یتیم کا مال کھانا بھی حقوق العباد میں سے ہے' تو یہ کس طرح تسلیم کیا جاوے گا کہ یتیم کی پرورش کرنے پر اس کو مالِ یتیم کے ناجائز طور پر خورد برد کی بھی معافی ہوگی۔

<u>بہترین گھر کون سا اور بدترین کونسا:</u> وفی الباب عن مرة وابی هريرة حضرت ابوہریرۃؓ سے اس باب میں مروی ہے وہ ابن ماجہ نے ان الفاظ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

خير بيت في المسلمين بيت فيه يتيم يحسن إليه وشر بيت في المسلمين بيت فيه يتيم يسآء اليه۔ یعنی مسلمانوں (کے گھروں) میں سب سے بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ حسن سلوک کیا جاتا ہو۔ اور بدترین گھر مسلمانوں میں وہ گھر ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔ (تحفۃ الاحوذی)

<u>راوی حنش کون ہے:</u>

<u>وحَنش هو حسين بن قيس وهو أبو علي الرحبي:</u>

حافظ نے تقریب میں کہا ہے کہ حسين بن قيس الرحبي أبو علي الواسطي اور اس کا لقب حنش ہے۔ وسليمان التيمي يقول حنش یعنی سلیمان التیمی ان کو اپنے لقب حنش کے ساتھ یاد کیا کرتے تھے۔ وهو ضعيف عند أهل الحديث یعنی یہ حنش محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

امام احمدؒ نے کہا ہے کہ وہ متروک ہے' ابوزرعہ اور ابن معین کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے اور امام بخاریؒ فرماتے ہیں' لا یکتب حدیث یعنی ان کی حدیث لکھنے کے قابل نہیں ہے' اور سعدیؒ فرماتے ہیں کہ انکی احادیث بہت ناآشنا ہیں' اور دارقطنی بھی کہتے ہیں کہ متروک ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی)

<u>کافل یتیم کی حضورؐ سے معیت:</u> حدثنا عبدالله بن عمران ابو القاسم المكي القرشي ثنا عبدالعزيز بن أبي حازم عن أبيه عن سهل بن سعد قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم أنا وكافل اليتيم في الجنة كهاتين' وأشار بأصبعيه يعني السبابة والوسطى۔ هذا حديث حسن صحيح۔ ترجمہ: حضرت سہیل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں دونوں (انگلیوں) کی طرح ہوں گے اور اپنی دو انگلیوں سبابہ اور وسطی کے ساتھ اشارہ فرمایا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

<u>اس حدیث سے متعلق علامہ ابن بطال کا فرمان:</u> محدث ابن بطالؒ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں

حق على من سمع هذا الحديث ان يعمل به ليكون رفيق النبى ﷺ فى الجنة و لا منزلة فى الآخرة افضل من ذالك یعنی جس نے یہ حدیث سن لیا اس پر لازم ہے کہ اس پر عمل کرے تاکہ جنت میں وہ جناب رسول اللہ ﷺ کا رفیق اور آپکا ساتھی ہو جائے' اور آخرت میں اس سے بہتر کوئی مرتبہ نہیں ہے۔

کہاتین۔ ان دو انگلیوں کی طرح: اس کی کچھ تفصیل گزشتہ روایت کے ضمن میں گزر چکی ہے' بخاری میں لعان کے بحث میں یہ روایت مذکور ہے اس میں ساتھ یہ اضافہ بھی ہے۔ وفرج بينهما شيئا اى بين السبابة و الوسطى ' یعنی سبابہ اور وسطی دونوں کو ذرا کھول کر جناب رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا' اس میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے مرتبے اور یتیم کی پرورش کرنے والے کے مرتبے کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا کہ سبابہ اور وسطی کے درمیان ہے اور یہ اس دوسری حدیث کے مشابہ ہے جس میں مذکور ہے' بعثت انا و الساعة كهاتين. میں اور قیامت دونوں ان دونوں انگلیوں (سبابہ اور وسطی) کی طرح ہیں' یعنی میرے بعد قریب قیامت بھی آئے گی' اور درمیان میں کوئی اور نبی آنے والا نہیں ہے' یعنی مکمل طور پر اتصال مراد نہیں ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں' اور درمیان میں کوئی اور مرتبہ نہیں ہے' حافظ بن حجرؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ یہ ایک مرتبہ کا دوسرے مرتبہ سے قریب ہونے کے لئے ہے اور اس کی اثبات کے لئے یہ کافی ہے کہ سبابہ او وسطی کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں ہے۔

علامہ عراقیؒ فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ یتیم کی پرورش کرنے والے کا دخول جنت میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہونا' یا اس کے مرتبہ کا جناب رسول اللہ ﷺ کے مرتبے کے ساتھ قرب میں مشابہ ہونا شاید اس میں حکمت یہ ہو کہ نبی ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ ایک ایسے قوم کی طرف مبعوث ہو جو اپنے دینی امور کا سمجھ نہ رکھتی ہو' پس وہ نبی اس قوم کی تربیت ان کی تعلیم و ارشاد کر کے ان کو راہ راست پر لے آتے ہیں' اسی طرح یتیم کی پرورش کرنے والا بھی ایسوں کی کفالت اور پرورش کا ذمہ اٹھالیتا ہے جو کہ اپنے دینی امور بلکہ دنیوی امور کو بھی نہیں سمجھتے۔ پس یہ شخص ان کی پرورش کر کے ان کو تعلیم اور ادب دیتا ہے' پس دونوں کے درمیان مناسبت ظاہر ہے۔

باب ما جاء فى رحمة الصبيان

بچوں کے ساتھ رحمت اور شفقت کا بیان

حدثنا محمد بن مرزوق البصرى ثنا عبيد بن واقد عن زربى قال: سمعت انس بن مالك يقول: جاء شيخ يريد النبى ﷺ **فابطأ القوم عنه ان يوسعوا له' فقال النبى ﷺ "ليس منا من لم يرحم صغيرنا ولم يوقر كبيرنا"** و فى

الباب عن عبدالله بن عمرو و أبي هريرة و ابن عباس و أبي امامة هذا حديث غريب۔ وزربي له احاديث مناكير عن أنس بن مالك وغيره۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک بوڑھا آدمی جناب رسول اللہ ﷺ سے ملنے کے ارادے سے آیا، تو قوم (حاضرین) نے اسے جگہ چھوڑنے میں سستی اور تاخیر سے کام لیا، تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم میں سے نہیں ہے جو کہ ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، اور ہمارے بڑوں کا ادب نہ کرے: اور اس باب میں عبداللہ بن عمروؓ ابوہریرہؓ ابن عباسؓ اور ابوامامہؓ سے روایات ہوئی ہیں، اور زربی جو ہیں ان کے لئے بہت سے منکر احادیث موجود ہیں جو کہ انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ وغیرہ سے روایت کی ہیں۔

<u>چائلڈ لیبر اور انسانی حقوق میں مغرب کا دوہرا معیار:</u> امریکہ کے خوش کن نعروں میں سے ایک نعرہ جو کہ وہ میڈیا کے ذریعے دنیا پر روشناس کرارہا ہے، یہ ہے کہ کم عمر والے لڑکوں، لڑکیوں یعنی بچوں سے محنت مزدوری کرانا درست نہیں ہے، گویا کہ امریکہ اپنے آپ کو انسانی حقوق کا علمبردار ثابت کرنے کے لئے چائلڈ لیبر کے خوش کن نعرے سے خود کو بچوں کے خیرخواہ ہونے سے متعلق دنیا کو قائل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن خوش نما پردوں میں چھپا ہوا امریکہ کا مکروہ چہرہ اب بے نقاب ہو چکا ہے کہ کسی قسم کے جواز ثابت کرنے کے بغیر افغانستان اور عراق پر جارحیت کر کے لاکھوں بے گناہ بچوں، بوڑھوں، مردوں اور عورتوں پر آگ اور لوہے کی بارش برسا کر جل بھن کر راکھ کر دیا۔ فلسطینیوں پر مظالم ڈھانے اور عرب مسلمانوں پر زمین تنگ کرنے کے لئے اسرائیل کی پوری طرح تربیت کر رہا ہے اور بے گناہ مسلمانوں کے خون بہانے کے لئے اسے ہر قسم کے جدید اسلحہ سے نوازتا ہے۔ نظریہ ضرورت کے تحت امریکہ اپنے مفادات کی خاطر اور حرص و لالچ کی غرض سے تمام تر وعدے بین الاقوامی اصول اور عدل و انصاف کے تقاضے بھول جاتا ہے اور جارحیت کا رخ اختیار کر لیتا ہے اور پھر (الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے) مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کر رہا ہے کہ وہ عورتوں اور بچوں کی حق تلفی کرتے ہیں۔ ان کے حقوق کا لحاظ نہیں رکھتے اور کم سن بچوں سے مزدوری کرواتے ہیں۔ حالانکہ مسلمان جبکہ چھوٹوں پر رحم کرنا عبادت سمجھتا ہے، وہ کبھی بھی بچوں کی حق تلفی نہیں کرتا۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ نے چودہ سو سال پہلے مسلمانوں کو چھوٹوں پر رحم کرنے کا درس دیا ہے، اور آپ ﷺ نے چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کا ادب نہ کرنے والوں سے برأت کا اعلان فرمایا ہے۔ البتہ اگر بچہ کسی ایسے آسان کام سے جو کہ وہ بلا مشقت کر سکتا ہو اپنے والدین کا ہاتھ بٹھائے تو یہ کونسا ظلم ہے؟؟ پھر اس کا بھی اصل ذمہ دار امریکہ ہے۔ کیونکہ امریکہ اسلامی دنیا کے اقتصادیات پر قابض ہے، اور اس طریقے سے اسلامی ممالک کو نچوڑ کر رکھ دیا ہے۔ مالی زبوں حالی اور اقتصادی کمزوری کی وجہ سے بوڑھے اور بچے سب محنت اور مزدوری کرنے پر مجبور ہوتے ہیں، اس کی ایسی مثال ہے جیسا کہ کوئی مکار اور چالباز آدمی پانی کی ٹینکی کے مرکز میں بڑا نلکا لگا کر سارا پانی اپنے گھر لے جائے اور پھر ٹینکی کے

قریب کھڑے آدمی سے کہہ رہا ہے کہ تو ظالم ہے' تو بچوں کو پانی کیوں نہیں دیتا۔ حالانکہ وہ بے چارہ تو خود بھی پیاسا کھڑا ہے اور قطرے قطرے پانی کیلئے ترس رہا ہے۔ اور اس ٹینکی سے اس کو اپنی پیاس بجھانے کیلئے بھی پانی برآمد نہیں ہوتا۔

یہی کھیل آج کل عالم اسلام کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے کہ اکثر اسلامی ممالک کو سرمایہ دارانہ سودی نظام کے نیچے دبا کر ان کا خون چوسا جا رہا ہے اور کسی کو دوسرے طریقوں سے معاشی مسائل میں پھنسا کر ان کی معیشت پر خود قابض ہے اور پھر الٹا ان کے خلاف ظالم ہونے اور حق تلفی کرنے کے پروپیگنڈے کر رہا ہے۔ (اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حالت زار پر رحم فرما دے)

<u>بوڑھوں کا احترام:</u> <u>فابطأ القوم أن يوسعوا له:</u> صحابہ کرامؓ نے اس بوڑھے کو جگہ فراخ کرنے میں تاخیر کی' اس کی وجہ یہ تھی کہ صحابہ کرامؓ جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ قریب بیٹھنے میں حریص تھے' ہر ایک یہ تمنا کرتے تھے کہ جناب رسول کریم ﷺ کے ساتھ قریب بیٹھ جائے۔ قریب سے ان کے چہرہ انور کو دیکھے اور قریب سے آپ ﷺ کی باتیں سن لے۔ اس وجہ سے اس بوڑھے جو کہ رسول اللہ ﷺ سے ملنا چاہتا تھا' کو جگہ چھوڑنے میں تاخیر کی' جیسا کہ دورۂ حدیث کے طلبہ کرام سال کے اول میں استاذ کے ساتھ قریب جگہ حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑتے بھی ہیں۔ یہ حصول خیر میں ایک دوسرے سے سبقت لینا ہے۔ فبذلک فليتنافس المتنافسون۔

لیکن جب ایک بوڑھا اور ضعیف آدمی جناب رسول اللہ ﷺ سے ملنے کے لئے آ رہا تھا تو اس کا بھی حق بنتا تھا کہ اس کے لئے جگہ چھوڑ دیتے اور اس کے راستے میں رکاوٹ نہ بن جاتے۔ اس لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے تعلیم اور تنبیہ کے لئے فرمایا: ليس منا من لم يرحم صغيرنا ولم يوقر كبيرنا۔ ''وہ ہم میں سے نہیں ہے جو کہ ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا ادب نہیں کرتا''

<u>یورپ میں بوڑھوں سے برا سلوک:</u> اسلام نہایت پاکیزہ معاشرتی زندگی کی تعلیم دیتا ہے' جس میں عورتوں' بچوں اور بوڑھوں اور ہر قسم کے بے سہارے لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور خصوصاً صلہ رحمی پر زور دیا گیا ہے' یورپی ممالک میں بوڑھوں کا برا حال ہوتا ہے' ان کے لئے ایک علیحدہ مکان ''اولڈ ہاؤس'' بنا ہوا ہوتا ہے' جب آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے اس جگہ میں اس کو لا کر چھوڑ دیتے ہیں' وہ بیچارہ اپنے خاندان اور رشتہ داروں سے کٹ جاتا ہے' حکومت کی طرف سے کوئی خادم مقرر ہوتا ہے جو کہ اس کو روٹی وغیرہ کا انتظام کرتا ہے' بیٹا سال بھر میں کوئی ایک دن عید وغیرہ میں باپ سے ملاقات کے لئے آتا ہے' اور تحفے میں کچھ پھول وغیرہ ساتھ لاتا ہے پھر آئندہ سال تک بیٹے کے ساتھ ملاقات کا منتظر رہتا ہے۔ اگر اس حالت میں مر جائے تو ملازمین اس کے کفن دفن کا انتظام کر لیتے ہیں۔ اپنوں کی محبت اور رحمت سے ان کو محروم کر دیا جاتا ہے۔ ایسی ذلت کی زندگی اور بے رحم معاشرہ سے اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے۔

ڈاکٹر قاری محمد طاہر ''مدیر اخبار ابطہ''
عالمی رابطہ ادب اسلامی پاکستان

ان الساعة لاتية

مفتی زین العابدینؒ

بالآخر شدنی ہو کر رہی۔ کئی مہینوں کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا' موت سے کسے مفر ہے۔ جو آیا' اس کا آنا' جانا ہی ٹھہرا...... تیرا آنا تھا مگر تمہید جانے کی۔

مفتی زین العابدینؒ کچھ عرصہ صاحب فراش رہنے کے بعد اپنے اس مالک سے جا ملے جس کی وحدانیت وطاقت کا پرچار عمر بھر کرتے رہے' دنیا کی ہر چیز کی نفی' اصل حقیقت اللہ کی ذات اور فکرِ آخرت' یہ تین موضوع انکی عمر بھر کی تقاریر کا محور تھے۔

15 مئی وقت موعود تھا' آن پہنچا' فرشتہ اجل نے آپ کے در پر دستک دی' مفتی صاحب نے لبیک کہی' اللہ کے حضور حاضر ہو گئے۔ یہ پچاس کی دہائی کی بات۔ فیصل آباد ابھی فیصل آباد نہیں بنا تھا بلکہ لائلپور تھا' شہر کی جامع مسجد میں عصر کی نماز حافظ عبدالخالق مرحوم نے پڑھائی تھی۔ نمازیوں میں سرگوشیاں شروع ہو گئیں۔ ''نئے خطیب صاحب آ گئے ہیں'' دعا کے بعد سب کی نگاہیں پہلی صف کی طرف اٹھ گئیں' لمبا قد' کالی گھنی داڑھی' سفید اونچی ٹوپی' چارخانہ والی لنگی' سفید لمبا کرتہ' چہرہ پر عالمانہ وقار' سنجیدگی اور متانت۔ یہ تھے مفتی زین العابدین۔ لوگ دیوانہ وار مصافحہ کر رہے تھے۔ مفتی صاحب پروقار اور دلکش مسکراہٹ کے ساتھ ہر ایک سے ہاتھ ملاتے اور وعلیکم السلام کہہ رہے تھے۔ آپ جامع مسجد کلاں کچہری بازار لائلپور میں بطور خطیب تشریف لائے تھے۔ آپ سے قبل اس مسجد میں مولانا مفتی محمد یونس مرحوم خطابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ موصوف مراد آباد کے رہنے والے تھے۔ راقم کے استاد تھے' تقریر میں علمیت' انداز خطابت میں جاذبیت تھی' لہجہ میں چاشنی کہ سننے والا ماحول سے بے خبر ہو جاتا' اور مزید سنتے ہی رہنے کا احساس لے کر اٹھتا تھا' تقریر کو موقع بہ موقع برمحل اشعار سے مزین کرتے' کوثر وتسنیم سے دھلی زبان میں الفاظ کا انتخاب اور تراکیب کا استعمال دل میں گھر کر جاتا تھا' مفتی محمد یونسؒ میانہ قد' خوش رو اور خوش گفتار' پروقار انسان تھے' سر پر عمامہ باندھتے۔ سراپے سے علمی وجاہت ٹپکتی تھی۔

مفتی محمد یونسؒ کے انتقال کے بعد کچھ عرصہ مولانا شبیر احمد عثمانی مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے' ان کا تقرر عارضی تھا' میں نے بعض شناسانِ رازِ درون خانہ سے سنا کہ تین نام انتظامیہ کے زیر غور تھے۔ ایک مفتی زین العابدین کا دوسرے مولانا شبیر احمد عثمانی کا تیسرے مولانا احتشام الحق تھانویؒ کا۔ قرعہ مفتی زین العابدین کے نام نکلا۔ اور اس طرح آپ لائلپور کی بڑی جامع مسجد کے خطیب بن کر لائلپور تشریف لائے جو کہ اب فیصل آباد ہے۔

حضرت مفتی صاحب مستقل مزاج آدمی تھے اور مستقل رہے' آپ نے اپنی حیات مستعار کا بیشتر حصہ اسی مسجد کے

ساتھ گزارا' اور اسی تعلق کو برقرار رکھتے ہوئے اللہ کو پیارے ہوئے۔ وہ قال کے نہیں حال کے بندے تھے۔ مفتی محمد یونس مرحوم کی دلکش اندازِ تقریر کے بعد ان کے مقام پر ٹھہرنا آسان بات نہ تھی' لیکن مفتی زین العابدین مرحوم نے اپنی وجاہت علمی اور عملیت کی بناء پر مختصر عرصہ ہی میں اپنا مقام پیدا کرلیا۔ پورے شہر کے لوگ آپ کے گرویدہ ہوگئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہجوم عاشقاں بڑھتا رہا اور بڑا قافلہ بن گیا۔

مفتی صاحب کے ہاں اسلام کا تصور عمل اور صرف عمل تھا' آپ دارالعلوم ڈھابیل کے فارغ تھے۔ اور قائداعظم محمد علی جناح کے دست راست مولانا شبیر احمد عثمانیؒ سے فیض یافتہ تھے' تعلیم سے فراغت کے بعد آپ اپنے لئے میدان عمل کی تلاش میں تھے۔ یہ زمانہ مولانا محمد الیاسؒ کی تحریک کا ابتدائی دور تھا۔ یہ تحریک تبلیغی جماعت کے نام سے موسوم تھی' مفتی صاحب کے نزدیک دین محض نظریہ کا نام نہیں بلکہ وارداتِ زندگی کا نام ہے' کیونکہ نظریہ بغیر عمل ایک قیاس ہے ایک سوچ ہے اور عمل کے بغیر سوچ ایک فلسفہ تو ہوسکتی ہے مگر زندگی کا دھارا نہیں بدل سکتی۔ زندگی کا دھارا بدلنے اور فکر و عمل کی دنیا آباد کرنے کے لئے مفتی صاحب ایک ایسی درسگاہ قائم کرنے کے متمنی تھے جس میں قدیم و جدید علوم کی تدریس ہوتی ہو۔ اپنے اس عندیہ کا اظہار انہوں نے راقم سے بھی کئی مرتبہ کیا' چنانچہ انہوں نے اپنے اس ارادے کی تکمیل کے لئے ''القاسم'' نام سے ایک اسکول قائم کیا۔ یہ سکول پیپلز کالونی میں شروع کیا گیا تھا لیکن مفتی صاحب کی خواہش کے مطابق اس میں خاطر خواہ کامیابی نہ ہوسکی۔ تو آپ نے اپنی توجہ ایک بڑے دینی مدرسہ کے قیام کی طرف مبذول کی۔ مختلف اہل خیر کے تعاون سے چک ۲۴۴ میں ایک بڑا قطعہ اراضی حاصل کیا گیا جو آج دارالعلوم فیصل آباد کے نام سے پاکستان کا معروف دینی ادارہ ہے۔ اس دینی ادارہ کی وجہ سے پیپلز کالونی نمبر۲ کے نام سے بڑی آبادی معرض وجود میں آچکی ہے۔

جب یہ قطعہ اراضی حاصل کیا گیا تو یہ جگہ شہر سے بہت دور تھی۔ چاروں طرف ہرے بھرے کھیت موجود تھے' مفتی صاحب مرحوم کی نظر انتخاب بطور استاد قاری نذیر احمد پر پڑی۔ قاری نذیر احمد بڑے اجلہ استادوں میں سے تھے' قاری صاحب بھی چند برس پیشتر اللہ کو پیارے ہوگئے' مرحوم کے بقول مفتی صاحب مجھے لیکر مذکورہ جگہ پر گئے اور فرمایا بس اس جگہ بیٹھ جاؤ اور کام شروع کرو۔ دل نے کہا کہ اس اجاڑ اور بستی سے ہٹی ہوئی جگہ پر کون آئیگا؟ لیکن مفتی صاحب کا حکم تھا میں نے بلاچون و چرا قبول کیا۔ ایک مٹی کی چھاگل اور دو چٹائیوں پر مشتمل مدرسہ شروع ہوگیا۔

اب بحمدللہ اسی جگہ سے قال اللہ و قال الرسول کی آوازیں فضا میں گونجتی ہیں اور برسوں سے گونج رہی ہیں اور مستقل گونجتی رہیں گی۔ مفتی صاحب کا یہ وہ صدقہ جاریہ ہے جو ان کی حسنات میں تاابد اضافہ کا موجب بنتا رہے گا۔

مفتی صاحب نفیس الطبع ہونے کے ساتھ ساتھ نفیس اللباس بھی تھے۔ ہمیشہ سفید لباس ہی زیب تن کرتے' ان کا یہ عمل دراصل سنت نبوی کی پیروی کے تحت تھا' رسول اللہ ﷺ نے مردوں کے لئے سفید لباس اور عورتوں کیلئے رنگدار لباس پسند فرمایا تھا۔ آپ کی شخصیت میں اتنی جاذبیت تھی کہ بہت سے علماء نے شعوری اور غیر شعوری طور پر آپ کی وضع قطع اور آپ جیسا لباس اختیار کرلیا۔

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا آپ کی زندگی کا معمول رہا۔ اس معمول میں شاید ہی کبھی تعطل آیا

ہؤ جامع مسجد میں اس مقصد کے لئے آپ کی جگہ مخصوص تھی۔ ہال کمرے کے دائیں کونے میں آپ کا مقامِ اعتکاف تھا' اہل مشاہدہ گواہ ہیں کہ جامع مسجد میں اعتکاف کی رونقیں آپ کی ذات ہی کی رہین منت تھیں' آخری عشرہ میں مسجد بھر جاتی بلکہ دیگر مساجد میں بھی کثرت اعتکاف کی ریت چل نکلی' رمضان کے آخری عشرہ میں مساجد میں آبادی میں کثرت ہوجاتی' شب بیداری سحر خیزی اور آہ و بکا سے مسجد میں سماں بندھ جاتا تھا' اور قرن اول کی یادیں تازہ ہوتی تھیں' قرآن کی سماعت کا شوق آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا' تمام تراویح کھڑے ہوکر ادا کرتے۔ طبیعت کی ناسازی اور بیماری بھی اس معمول میں حارج نہ ہوتی تھی۔

آپ کے ساتھ محبت رکھنے والوں کا حلقہ وسیع تھا۔ اصحاب الحقد والنفسیم کی بھی کمی نہ تھی' لیکن آپ الحب للہ و البغض للہ پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ بہی خواہوں سے بھی محبت کرتے اور منفی جذبہ رکھنے والوں کے لئے بھی ان کا سینہ کھلا تھا' ایک رمضان ہی کے آخری عشرہ کی بات ہے۔ ایک نوجوان اصحاب الحقد کے منفی تذکروں سے متاثر ہوا۔ وضو کے دوران مفتی صاحب پر چڑھ دوڑا۔ چھری سے وار کیا۔ مفتی صاحب گردن پر ہاتھ رکھے مسح کررہے تھے۔ چھری ہاتھ کی انگلیوں کو چیر گئی۔ گردن بچ گئی۔ لوگوں نے نوجوان کو پکڑا۔ مارنے لگے۔ مفتی صاحب نے روک دیا۔ نہ پرچہ نہ رپٹ۔ نہ گلہ نہ شکایت۔ فرمانے لگے فاتر العقل ہے۔ مجھے سمجھا نہیں میں نے معاف کردیا۔ اللہ کا حکم فاعفوا واصفحوا ہے۔ "معاف کرو و درگزر سے کام لو" آئندہ کے لئے احتیاطی تدبیر صرف یہ اختیار کی کہ اعتکاف کے لئے مسجد کی بالائی منزل پر بیٹھنے لگے۔ کبھی کبھار مجلس میں اس واقعے کا ذکر چھڑ جاتا تو خوش طبعی سے فرماتے۔ لوگ گردن پر مسح کے بارے میں فقہی موشگافیاں کرتے رہیں۔ دیکھئے گردن پر مسح کے فائدے کتنے ہیں۔ اسی مسح پر عمل نے میری جان بچائی۔ مسح کرنے والے ہاتھ پر بلا ٹلی۔ گردن بچی۔

مفتی صاحب خوش رہتے۔ دوسروں کو خوش رکھتے۔ مفتی صاحب تکثیرِ کلام اور تکثیرِ طعام کے قائل نہ تھے۔ ضرورت کے مطابق مختصر گفتگو کرتے۔ اس معاملے میں انکا عمل رسول اکرم ﷺ کے اس فرمان کے مطابق تھا۔ من حسن اسلام المرء ترکہ مالایعنیہ' انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی باتوں کو ترک کردے۔ کام کی بات کرے۔ ان کا طعام برائے زندگی تھا نہ کہ زندگی برائے طعام...... تقلیلِ کلام کی کیفیت یہاں تک تھی کہ مخاطب کو کبر کا دھوکہ لگتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ عمل حفظ اللسان اور کف اللسان کا آئینہ دار تھا' تاکہ انسان زبان کی آفتوں سے بچا رہے۔

مفتی صاحب سیاسی آدمی نہ تھے لیکن سیاست کو بھی جانتے تھے اور سیاستدانوں کو بھی' بعض سیاست کار مطلب برآری کے لئے آتے۔ آپ بات کا رخ تبلیغ کی جانب کردیتے۔ وقت کی وصولی کا مطالبہ اس انداز سے کرتے کہ سیاست کار چوکڑی بھول جاتے اور جان چھڑانے ہی میں عافیت خیال کرتے۔

بعض لوگ پاکستان کے حکمران جنرل ضیاء الحقؒ سے سیاسی اختلاف رکھتے ہیں لیکن ان کی اسلام دوستی پر سب کا اتفاق ہے۔ وہ پابند صوم وصلوٰۃ اور اسلامی شریعت کے پابند حکمران تھے۔ صالح قیادت کی جملہ خوبیاں ان کی ذات میں اللہ نے جمع کردی تھیں۔ ان کا قبلہ نیویارک' واشنگٹن اور لندن نہ تھا بلکہ وہ ہمیشہ مکہ و مدینہ کا رخ کرتے۔

ع سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

مرحوم روضہ رسول پر حاضری دیتے۔ کوئی پوچھتا تو جواب دیتے "دل کی بیٹری جب کمزور پڑتی ہے تو میں حرمین کا

رخ کرتا ہوں کہ دل کی بیٹریاں وہیں چارج ہوتی ہیں'' وہ علماء کے بہت زیادہ قدردان تھے۔ضیاء الحقؒ کے دور حکمرانی میں مفتی صاحب کی رسائی قصر صدارت تک ہوئی' مفتی صاحب نے کبھی اس کو اپنے لئے اعزاز کا ذریعہ نہ سمجھا۔صدر سے ملاقات ہو یا وزراء سے بس ایک ہی دھن تھی' اعلائے کلمۃ اللہ' صدر سے لے کر قصر صدارت کے چوکیدار تک سب کو متقی بنانے کی فکر کرتے۔کم لوگوں کو اس حقیقت کا علم ہے کہ ضیاء الحقؒ نے مفتی صاحب کا نام سرکاری اعزاز عطا کرنے کے لئے منتخب کیا۔چنانچہ سرکاری نمائندے مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔مفتی صاحب آپ کا نام تمغہ خدمت کے لئے تجویز ہوا ہے۔آپ براہ کرم اپنے کوائف دیجئے اور فلاں تاریخ کو اسلام آباد وصولی تمغہ کے لئے تشریف لائیے'' مفتی صاحب بغیر کسی توقف کے گویا ہوئے۔''میں اپنی مساعی کا اجر دنیا میں لینا ہی نہیں چاہتا' اللہ کے دین کی خدمت اللہ ہی کیلئے کرتا ہوں۔ان اجری الا علی اللہ سرکاری ہرکارے جواب سن کر ساکت ہوگئے۔فائلیں بند کیں اور چل دیئے۔

مفتی صاحب کی خصوصیات بے شمار اور لازوال ہیں کوئی کہاں تک لکھے' قلم شکستہ' دل گرفتہ' یہ وہ خصوصیات ہیں جو شعور اور ادراک کی گرفت میں آئیں۔شعور وادراک احساس ومشاہدے سے ماوراء بہت خصوصیات وہ ہیں۔جہاں آنکھ کا کام ہے نہ کان کا۔وہ اللہ و بندے کا باہم معاملہ ہے۔

میان عاشق ومحبوب رمزے است کراماً کاتبیں راہم خبر نیست

سحر خیزی' اللہ سے راز و نیاز' آہ وبکا' گریہ وزاری' دل کی کیفیت آنکھوں سے جھڑتے اشک' اللہ کے ہاں موتیوں کی مانند ہیں۔جن کا علم صرف اور صرف اللہ کو ہے' اللہ اور بندے کے مابین نسبتوں کو مفتی صاحب سینہ میں دفن کر کے اپنے مدفن تک پہنچ چکے ہیں۔

مفتی زین العابدین عابدین کی زینت تھے' اللہ کی بارگاہ میں جھکنے والوں کی آبرو تھے' اللہ ہی کے لئے جئے اور اللہ کے لئے دنیا سے رخصت ہوئے' ان کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جن کے بارے میں قرآن گواہی دیتا ہے' قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین۔

سال بھر پہلے کی بات ہے کہ مولانا زاہد الراشدی گوجرانوالہ سے تشریف لائے گھر پر علمی نشست ہوئی۔اختتام پر مفتی صاحب سے ملنے کا عندیہ ظاہر فرمایا۔صاحبزادہ طارق محمود بھی تشریف لے آئے۔ہم تینوں مفتی صاحب کے گھر حاضر ہوئے' وقت نماز مغرب کے بعد کا تھا' ان دنوں مفتی صاحب علیل تھے گھر پر ہی تھے تمام مصروفیات متروک تھیں' اطلاع ملی تو فوراً ہی اپنے کمرہ میں بلالیا۔یہ میری ان کے ساتھ آخری ملاقات تھی' کمزوری کے آثار چہرہ سے ہویدا تھے' تپاک سے ملے خوشی کا اظہار فرمایا' زیادہ گفتگو مولانا راشدی صاحب ہی نے فرمائی۔مفتی صاحب بہت آہستہ گفتگو فرمارہے تھے۔آواز نحیف تھی' لیکن غالب غم مسلم امہ ہی کا تھا۔فرمانے لگے اللہ تو ہر وقت' ہمیں نوازنے پر تیار ہے۔ہماری طرف سے طلب کی کمی ہے' جیسے مانگنا چاہیے ہم مانگتے نہیں' اللہ کی عطا جود وسخا اور توحید الٰہی کا یہ قلبی استحضار اس محبت کا نتیجہ تھا جس میں مرحوم نے اپنی جوانی اور بڑھاپے کے ایام کو صرف کیا' یہ فکر ان کی زندگی کا محور بن چکی تھی۔

مفتی صاحب قلم اور قول کے نہیں بلکہ علم وعمل کے آدمی تھے۔ اس لئے ان کا تحریری سرمایہ زیادہ نہیں۔ ۱۹۵۶ء میں تبلیغی جماعت کے امیر مولانا محمد یوسفؒ کا انتقال ہوا' ان کے حوالے سے انہوں نے ایک مضمون لکھا جو بعض جرائد کی زینت بنا' لیکن مفتی صاحب تحریری سرمائے کی بجائے عملی سرمائے کی دنیا آباد کر گئے' شرق ہو یا غرب' شمال ہو یا جنوب' ربع مسکون کا کوئی گوشہ شاید ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے جہاں مفتی صاحب سے علمی اور عملی فیض اٹھانے والے آباد نہ ہوں۔

وہ لا الٰہ کے وارث تھے' الا اللہ کی ضرب لگاتے تھے' جو دلوں پر اثر کرتی اور زندگیوں کے رخ پلٹ جاتے' مفتی صاحب ماحول کے اثرات سے بے پرواہ ہو کر دعوت دیتے' مخاطب کون ہے کیسا ہے۔ آپ کو اس سے غرض نہ تھی' آپ کا یہ عمل اس شعر کا مصداق تھا۔

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ
یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ

مفتی صاحب نے اس لا الہ الا اللہ کی صداء مسجد ومحراب میں بھی بلند کی' ایوانِ بالا اور قصر صدارت کو بھی اس کی گونج سے منور کیا اور دنیا کے تمام گوشوں کو روشن کر گئے۔

آپ کا انتقال **15** مئی کی سہ پہر کو ہوا۔ میت لاہور سے فیصل آباد لائی گئی۔ **16** مئی کو آپ کی نماز جنازہ آپ کے قائم کردہ ادارہ دارالعلوم فیصل آباد سے متصل پہاڑی والی گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ انسانوں کا سمندر جوق در جوق اشکبار آنکھوں کے ساتھ میدان کی طرف رواں دواں تھا' گرمی شدت کی تھی' لیکن جنازہ اللہ والے کا تھا' میت میدان میں کیا آئی۔ آسمان کو ہلکے بادلوں نے گھیر لیا' ٹھنڈی ہوا کے جھونکے تمام حاضرین ومشارکین کی طبیعتوں کو سیراب کرنے لگے۔ گرمی نام کو نہ رہی۔

وقت کی پابندی کے ساتھ نماز جنازہ کے لئے صفیں درست ہوئیں' آپ کے صاحبزادے یوسف اول نے نماز جنازہ کی امامت کرائی۔ رندھی آواز اور بہتے آنسوؤں کے ساتھ تکبیرات جنازہ کہیں۔ نماز جنازہ مکمل ہوئی۔ رئیس المبلغین کا جسد خاکی مدفن تک لے جانے کی غرض سے گاڑی میں رکھا گیا۔ لوگ منتشر ہو گئے۔ آسمان پر چھائے بادلوں نے بھی بساط لپیٹی' رخصت ہوئے' پھر وہی گرمی' وہی دھوپ' وہی تمازت شروع ہو گئی۔ سچ ہے مقربین بارگاہ الٰہی کے لئے اللہ غیب سے آرام و راحت کا اہتمام کرتا ہے' مفتی صاحب کو شہر کے بڑے قبرستان میں دفن کیا گیا' دفن نہیں سپرد رحمت الٰہی کیا گیا۔

نماز جنازہ کے اختتام پر ایک صاحب نے راقم سے سوال کیا' علماء سے سنا ہے کہ دروان نماز ہنسی آجائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے' قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضو بھی باقی نہیں رہتا' گریہ اگر خشیت الٰہی سے آئے تو مقبول ومحمود۔ لیکن گریہ کا سبب رنج وغم ہو اور آنسو بہہ پڑیں تو نماز باقی رہتی ہے' یا نہیں؟ اس کی سوالیہ نگاہیں میرے چہرے پر ٹھہر گئیں' میں نے انتظام جواب کا اشارہ دیکھا تو کہا میں نہ عالم' نہ مفسر' نہ محدث' نہ فقیہہ۔ اس کا جواب اہل منصب سے لیجئے' اہل علم سے مانگئے اور گھر چلا آیا۔

اللھم اغفرہ وارحمہ وادخلہ فی رحمتک یا ارحم الراحمین۔☆☆

سلسلہ خطبات جمعہ　　شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

فکرِ آخرت

جوانی کی عادتیں:

بڑھاپے کا انتظار کر کے جوانی کو فسق وفجور اور معصیت الہی میں گزارنے والوں کو یہ بات بھی ملحوظ خاطر رکھنی چاہیے کہ جو عادت عہد طفولیت وشباب میں راسخ ہو جائے وہ پتھر کی لکیر کی مانند بن کر عہد شیخوخت میں زائل ہونے کا نام تک نہیں لیتی۔ بزرگوں کے قول کے مطابق پہاڑ اپنی جگہ کو تبدیل کر سکتا ہے۔ مگر زمانہ عروج کا اپنایا ہوا خوئے بد ترک کرنا محال ہو جاتا ہے۔ اس زوال پذیر معاشرہ کی سینکڑوں مثالیں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں، اگر بچپن ہی سے اپنے بچے کی اصلاح واحوال اور اعمال کی طرف توجہ نہ دی جائے تو وہی نوخیز جان اپنے کنبے ومحلّہ کے لئے نہیں بلکہ پورے معاشرے کے لئے بدنامی وتباہی کا باعث بن جاتا ہے۔ کتنے ہی بچے ابتداء سے معمولی نشے کے عادی بن کر جوانی میں ہیروئن واس سے مہلک منشیات کے ایسے رسیا بن جاتے ہیں کہ بڑھاپے میں اگر جان چھڑانا چاہتے بھی ہیں تو یہ عادت چھوٹنے کا نام ہی نہیں لیتی۔

یہی صورت ایک ایسے جوان کی ہے کہ اگر وہ بچپن اور دور شباب میں اپنی عمرِ عزیز کے قیمتی حصہ کو احکام الہی کا تابع بنا کر اللہ کی راہ میں وقف کر دے تو عمر کے آخری حصہ میں بھی عبادات واعمال طیبہ اس کے لئے روحانی غذا کا کام دیں گے۔ اسلامی شعائر واحکام اپنانا اس کے لئے نہ صرف آسان بلکہ اس میں بے پناہ لذت محسوس کرے گا۔ اور اسی باعمل وباکردار جوان کے بارے میں محسن انسانیت ﷺ نے قیامت کے طویل ترین اور ہیبت ناک دن خالق کائنات کے عرش کے زیر سایہ جلوہ افروز ہونے کی خوشخبری سنادی ہے۔

ورجل قلبه بعلق بالمسجد اذا خرج منه حتى يعود اليه۔

ترجمہ: وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے جب مسجد سے باہر نکلے جب تک واپس نہ آئے۔

دنیا کے تمام مذاہب کے تقلید کرنے والوں نے اپنے اپنے مذہب کے عقائد ورسوم کے مطابق عبادت کرنے کے لئے اپنے مخصوص انداز میں عبادت گاہیں مخصوص کی ہوئی ہیں جن کو مختلف ناموں سے یاد اور علامات سے پہچانا جاتا ہے اور ہر مذہب کے پیروکار کا اپنی عبادت گاہ سے ایک خاص تعلق ولگاؤ ہوتا ہے۔ مذاہب عالم کے مقابلہ میں اسلام ایک ایسا

ہمہ گیر و عالمگیر ملت ہے۔جس نے منتشر انسان کو اتحاد کی ایک ایسی لڑی میں پرونے پر زور دیا کہ اسلام کے رشتہ کی بناء پر ایک دوسرے سے متنفر اور ٹوٹے ہوئے انسان آپس میں مل گئے۔

عبادات میں ربط و تعلق اور شانِ اجتماعیت:

اسلام جوڑنے کے لئے آیا۔ جاہلیت و عصبیت کی باہمی کدورتوں اور نفرتوں کے مقابلہ میں باہمی اجتماع‘ مکمل یکجہتی و اتحاد سے کر کے اسلام نے تمام عداوتوں کو محبت و الفت سے بدلا۔ اور اسی نعمتِ الفت و مودت کی طرف حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ۔ واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا واذكروا نعمة الله عليكم اذ كنتم اعداً فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا (الآیۃ)

اسی وجہ سے اسلام کی تمام عبادات میں بھی ربط و تعلق اور اجتماعیت کی شان موجود ہے نماز روزہ حج زکوٰۃ ہر عبادت میں غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ہر جگہ انسانوں کا ایک دوسرے کی خبر گیری‘ ہمدردی اور مواسات کا رخ نمایاں ہے۔ سب سے اہم عبادت جو کہ اسلام اور کفر کے درمیان تمیز کرنے کا ذریعہ گردانا گیا‘ مومن و کافر میں فرق یہ ہے کہ مومن نماز پڑھتا ہے اور کافر نماز کا منکر اور تارک ہے۔ جس کا حکم مرد و زن‘ مالدار و غریب‘ عربی و عجمی‘ کالے و سفید حتیٰ کہ توانا و کمزور سب کو ایک ہی طرح شامل ہے۔

نماز باجماعت کی تاکید:

اور اس میں جماعت کی بھی بڑی تاکید کر کے جماعت سے پڑھنے والوں کے لئے مراتب و اجور کا ذکر بھی مستند احادیث میں بیان کیا جا چکا ہے۔ اور بلا عذر جماعت سے نماز نہ پڑھنے والوں کے لئے مختلف وعیدات اور سزاؤں کے ذکر کے ساتھ ساتھ ان کے مکانات تک جلانے کی خواہش کا اظہار بھی کیا گیا۔

چونکہ انس و جن کی تخلیق کا مقصد ہی عبادت ہے جیسے کہ ارشاد ربانی ہے:

وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون۔

مساجد احب البلاد الی اللہ ہیں:

عبادت کے لئے عبادت گاہ کی پہلے سے ضرورت تھی اللہ نے جن وانس پیدا کرنے سے پہلے ہی ان کے لئے عبادت گاہ کا انتخاب فرمایا۔ اللہ کی نظر رحمت اور توجہ زمین کی پیدائش سے پہلے اس مبارک و مقدس خطہ پر ہوتی جو کہ بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ کے نام سے تمام مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن کی حیثیت سے تا روز قیامت قائم و دائم رہے گا۔ ویسے تو سارے ارض و سماء و تمام کائنات اللہ کی ملکیت ہیں۔ مگر اللہ کی تجلیات کا جو خاص نزول مساجد پر لگاتار ہوتا رہتا ہے اسی شرف و عظمت کی بناء پر خالق کائنات نے ان عبادت گاہوں کی نسبت اپنی طرف کر کے ان کے تقدس میں اور

بھی اضافہ فرمایا دیا اور اسی وجہ سے حضور اکرمؐ نے مساجد کو احب البلاد الی اللہ کے نام سے یاد فرمایا۔

عن ابی هریرة عن النبی صلعم قال احب البلاد الی الله مساجد ها ر ابعض البلاد الی الله اسواقها ۔(رواۃ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا دنیا کے تمام مقامات میں سب سے زیادہ ناپسند مقامات بازار ہیں۔

مسجدیں خدا کا گھر اور اسلام کے ایک نہایت عظیم المرتبت فریضہ کی ادائیگی کا مرکز ہیں' نماز پڑھنے کو تو آدمی جہاں چاہے نماز پڑھ سکتا ہے۔ارشاد نبویؐ جعلت لی الارض مسجد او طهورا۔ کے مطابق تمام روئے زمین اس امت کے لئے سجدا گاہ ہے مگر جو خوبی واجر وثواب اور مصلحتیں مسجد کے اندر نماز باجماعت پڑھنے میں ہیں وہ کہیں اور نہیں یہی وجہ ہے کہ مساجد تعمیر کرنے والوں اور مساجد میں نماز باجماعت میں شرکت کرنے والوں کے لئے اللہ اور اس کے آخری نبیؐ نے بے شمار اجر وثواب کا ذکر فرمایا ہے۔ارشاد فرماتے ہیں۔

عن ابن عمرو قال قال رسول الله ﷺ من راح الی مسجد الجماعة فخطوه تمحو اسیئة و خطوة تکتب له حسنة ذاهبا و راجعا۔(راوه احمد۔ و الطبرانی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جو شخص کسی ایسی مسجد کی طرف جائے جس میں نماز باجماعت ہوتی ہو تو اس کا ایک قدم برائیوں کو مٹاتا رہتا ہے اور دوسرا قدم نیکیاں لکھتا رہتا ہے۔جاتے ہوئے بھی اور لوٹتے ہوئے بھی۔

نماز کا عمل جب آدمی مسجد میں داخل ہو جائے تب شروع ہوگا۔لیکن اس مخصوص عمل کے شروع کرنے سے پہلے اپنے دنیاوی کام ومصروفیات کو چھوڑ کر وضوء کرنا' مسجد کی طرف چلنا یہ سب کچھ چونکہ نماز ہی کی وجہ سے ہے اس لئے یہ سب نماز ہی میں شمار ہوگا جیسے ایک مجاہد نے جہاد کی غرض سے گھوڑا پالا ہے۔اس گھوڑے کی نگرانی' اس کو چارہ و پانی دینا۔اس کی مالش کرنا حتیٰ کہ اس کا گوبر صاف کرنا بھی اس گھوڑے کے پالنے والے کے لئے اجر وثواب کے میزان میں محسوب ہوگا۔پھر ممکن ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ نماز کے عمل سے فراغت کے بعد مسجد سے واپس گھر آنے میں تو نماز کے ارادہ بھی نہیں اس لئے گھر لوٹنے میں جو وقت لگا وہ کسی کام میں نہ آیا۔تو اس کے متعلق بھی فرمایا دیا کہ گھر سے چلنے کے بعد سے لوٹنے تک پورا وقت چونکہ نماز ہی کے حساب میں ہے اس لئے جانا و واپس آنا دونوں ایک ہی حکم میں ہیں۔ .... (جاری ہے)

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی *

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی نئی کتاب

''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام''

تقریب رونمائی کی رپورٹ

۲۶ مئی ۲۰۰۴ء بروز بدھ بوقت ۴ بجے سہ پہر لیک ویو موٹل اسلام آباد میں ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' کی تقریب رونمائی زیر صدارت جناب اعجاز الحق وفاقی وزیر مذہبی امور منعقد ہوئی۔

اس پُر وقار تقریب میں مولانا سمیع الحق مدظلہ' مولانا قاضی عبداللطیف مدظلہ' مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ' مولانا حامد الحق حقانی' ایڈیٹر الحق حافظ راشد الحق' مولانا عبدالقیوم حقانی کے علاوہ ملک بھر کی مذہبی و سیاسی جماعتوں' صحافتی حلقوں اور ہر مکتبہ فکر کے زعماء شریک ہوئے' چند اہم شخصیات میں جناب جنرل حمید گل' مشاہد حسین سید' علامہ سبطین شیرازی' جنرل ظہیر الاسلام عباسی' حامد میر' محترمہ ڈاکٹر عالیہ امام' ناروے کے ڈپٹی سفیر الف آرن رمسلین' ایران کے نائب سفیر' علامہ غلام مرتضیٰ پویا' مولانا غلام محمد صادق ایم این اے' مولانا شاہ عبدالعزیز ایم این اے' مولانا گل رحمان ایم این اے' طاہر اشرفی مشیر گورنر پنجاب' حافظ سعید امیر مجلس الدعوۃ' سینٹ اور قومی اسمبلی کے ممبران اور اہم شخصیات شامل ہوئے:

احقر نے بطور میزبان سلسلہ کلام کی ابتداء کرتے ہوئے کتاب کے تعارف میں کہا کہ عالمی حالات و واقعات' بین الاقوامی وملکی صورتحال' عالم اسلام کی ذمہ داریوں کے حوالہ سے' افغانستان' اور طالبان کے حوالہ سے' پاکستان' افغانستان' عراق اور پورے عالم اسلام پر مغربی یلغار' ظلم' جبر' استبداد اور جارحیت کے حوالہ سے عالمی میڈیا کے اداروں کو وقتاً فوقتاً دیئے گئے مولانا سمیع الحق مدظلہ' کے انٹرویوز اور دوٹوک مکالمے کتابی شکل میں ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' کے نام سے چھپ کر منظر عام پر آچکے ہیں۔

---

* مہتمم جامعہ ابوہریرہ' خالق آباد' ضلع نوشہرہ

کتاب کیا ہے' ایک پیغام ہے' ایک مشن ہے' ایک پلیٹ فارم اور لائحہ عمل ہے' ظلم' جبر' استبداد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کیا گیا ہے۔

مولانا سمیع الحق مدظلہ' سے کہا گیا کہ حضرت! آپ کے شرح شمائل اور دیگر افادات حدیث پر کام کریں گے علمی خدمت ہے' دین کا کام ہے' بعض علمی اور معرض التواء میں پڑی اہم مسودوں کی تکمیل اور طباعت پر کام ہو جائے' مگر آپ نے کہا کہ یہ وقت قیام کا ہے' بیٹھنے کا نہیں عالم اسلام کے فوری سلگتے مسائل پر کام کی ضرورت ہے کیونکہ ہر خاص و عام پر سکتہ طاری ہے اور لوگ ان مسائل کا نام لینا بھی زبان سوزی سمجھ بیٹھتے ہیں۔ موجودہ دور کے تقاضوں' حالات کی نزاکت اور ترجیحی ضرورت واہمیت کے پیش نظر ان اہم انٹرویوز کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کر کے منظر عام پر لانے کا زور دیا۔ آج بحمدللہ وہ کتاب آپ حضرات کے سامنے ہے' اس تقریب کا مقصد صلیبی دہشت گردی' امریکی بہیمیت اور اسلام کے پیغام امن کو عام کرنا ہے۔

تقریب کے پہلے مہمان مقرر کرسچین رہنما ڈاکٹر پروفیسر سٹیفن سابق پرنسپل گارڈن کالج راولپنڈی نے کہا:

''آج پوری دنیا میں جو ظلم اور دہشت گردی ہو رہی ہے اور انسان انسان کو کاٹ رہا ہے' اس میں مغربی دینا کا ظالمانہ کردار سب کے سامنے ہے' پاکستان کے مسیحی اس دہشتگردی کی مذمت کرتے ہیں' مسیحی برادری کا مغربی دنیا سے کوئی تعلق نہیں' نہ یہ امریکی ہیں' نہ برطانوی' بلکہ محبِ وطن پاکستانی شہری ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اسلام میں امن ہے' کوئی مسلمان دہشتگردی نہیں کرتا اور نہ ہی ہر عیسائی دہشتگرد ہو سکتا ہے۔ دہشت گردی بظاہر جس رنگ' شکل اور لبادے میں ہو اس کا کوئی مذہب نہیں ہوتا' یہ مختلف مذاہب کا لیبل لگا کر صرف بدنام کرنے کی سازش ہوتی ہے۔ افغانستان' عراق اور دنیا کے ہر خطے میں ظلم' جبر اور دہشت گردی کو صلیبی مقاصد کی تکمیل کا نام دینا بجائے خود ایک ظلم' ناانصافی اور صلیب کا غلط استعمال اور بدنامی کی سازش ہے' حضرت مسیحؑ اور حضور پاکؐ امن کے داعی تھے' میں نے ہمیشہ اسلامی نظام کے نفاذ کی ہر جدوجہد کی حمایت کی ہے کہ اسلام کے عادلانہ نظام میں مسیحیت کو تحفظ اور امن حاصل ہو جائیگا۔''

پاکستان عوامی تحریک کے رہنما علامہ سبطین شیرازی نے اپنے خطاب میں کہا:

''آج کی یہ تقریب اس حوالہ سے بھی انتہائی اہم ہے کہ یہاں مسلم امہ کے اتحاد' اتفاق اور یگانگت و یکجہتی کا مظاہرہ ہو رہا ہے' تمام مکاتب فکر اور ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے طبقہ کی نمائندگی موجود ہے' یہ مولانا سمیع الحق صاحب کا اہم کارنامہ اور اتحاد امت کے لئے ایک اہم پیغام اور وقت کا اہم تقاضا ہے۔ آج پوری دنیا کی صورتحال' دہشت گردی' جنگ وجدل' بدامنی و بے چینی سے پوری انسانیت مضطرب اور پریشان ہے' مسلمان تو ابتداء ہی سے مظالم کا شکار چلے آرہے ہیں' اسلام کی تاریخ مظلوم مسلمانوں کے خون سے رنگین چلی آرہی ہے' آج دنیا کا کوئی انسان محفوظ نہیں' انسانیت کو عافیت' سلامتی اور امن کی تلاش ہے' دہشت گردی مسلمان کے خلاف ہو یا غیر مسلم کے خلاف' بحثییت

انسان پوری انسانیت کو اس کی مذمت کرنی چاہیے' دنیا ایک گلوبل ویلیج کی شکل اختیار کر چکی ہے' اور کسی بھی گاؤں کے ایک کونے میں لگی ہوئی آگ پورے شہر کو بھسم کر کے راکھ کا ڈھیر بنا سکتی ہے۔ آج ظالم کا ہاتھ روکنے اور مظلوم کی حمایت کرنے کا وقت ہے اور اسلام کا بھی یہی پیغام ہے' یہی مشن اور یہی درس ہے' مولانا سمیع الحق کی کتاب اس مشن کی پیش رفت ہے جو موجودہ حالات میں یقیناً ایک عظیم جہاد ہے۔''

غیر ملکی سفارتکاروں میں ناروے کے نائب سفیر جناب مسٹر الف آرن رمسلین نے اردو زبان میں اپنا مافی الضمیر بیان کرتے ہوئے کہا:

آج کی یہ تقریب انتہائی اہمیت کی حامل ہے' ہم سب ایک خاص مقصد کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں' ہم نے اس امن فوج کا ہراول دستہ بننا ہے جو پوری دنیا کیلئے ابر رحمت اور پیام امن وسکون بن سکے' ہمیں انسانیت کی فلاح کے لئے مل جل کر کام کرنا ہوگا۔ آج کا جہاد امن کا جہاد ہے' امن کے قیام اور ظلم کے خاتمے کا جہاد ہے' آج دنیا سے دہشت گردی اور بدامنی ختم کرنے کی ضرورت ہے' تمام ممالک' تمام مذاہب کو ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر برداشت اور صبر سے کام کرنا ہوگا' اسلام اور دیگر مذاہب کو ایک دوسرے سے تبادلہ خیال کر کے غلط فہمیاں دور کرنا ہوں گی' یہ دور مذاکرات سے مسائل حل کرنے کا ہے' مسلمان ہو یا عیسائی یا کوئی بھی مذہب رکھنے والا سب کو ایک دوسرے کی مدد سے' ایک دوسرے کو ساتھ لے کر چلنا ہوگا' دنیا میں امن قائم کرنا ہے' اور شیطانی قوتوں کو ختم کرنا ہے' اللہ کی طاقت سب سے زیادہ ہے' ہمیں اپنی زندگی شیطان کی پیروی میں نہیں گزارنی چاہیے۔ یہی میرا پیغام ہے اور یہی آج کی اس تقریب کا مقصد ہے۔ شکریہ۔''

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب نے اپنے خطاب میں کہا:

''مولانا سمیع الحق مدظلہ' نے ہمیشہ ظالم کے خلاف کلمہ حق ادا کیا ہے' اور نتیجہ کی کبھی پرواہ نہیں کی'

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی — اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

محدث کبیر' شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ابتداء ہی سے حق گوئی کا عملی نمونہ تھے' حق بیانی انہیں ورثہ میں ملی ہے' غیر ملکی صحافیوں کو انٹرویو دینا بہت مشکل کام ہے' ہم نے مولانا سے کہا کہ یہ لوگ آپ کا کافی وقت لے لیتے ہیں کیا ضرورت ہے ان بکھیڑوں میں پڑنے کی۔ مولانا نے انتہائی تدبر اور فہم وفراست سے کہا کہ دراصل مغرب میں اسلام کے خلاف ایک پروپیگنڈہ چل رہا ہے اور اسلام کی غلط تصویر پیش کی جارہی ہے' آج ان مغربی اور غیر ملکی صحافیوں اور میڈیا کے نمائندوں کو اسلام کا صحیح تصور اور اصل پیغام پہنچانے کی ضرورت ہے۔ وہ چاہیں اسے مسخ کر کے شائع کریں ان تک تو بات پہونچ جاتی ہے۔

ان انٹرویوز کو کتابی شکل میں شائع کرنا بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے کہ مغربی پروپیگنڈہ کے توڑ اور اسلام کے

دفاع کو تاریخ کا حصہ بنا کر آنے والی نسلوں کو صحیح راستہ کا تعین کیا جاسکے' آج امریکہ اور مغربی قوتوں نے دنیا میں ایک دہشت اور وحشت پھیلا رکھی ہے' بڑے بڑے ان حالات میں اپنی پرواز بھول چکے ہیں' اور زبانوں کو تالے لگ گئے ہیں مگر یہ درویش خدا مست حق کا پرچم بلند کئے ہوئے ہے' مظلوم اور ظالم دونوں کی مدد کا حکم دیا گیا ہے اور ظالم کو ظلم سے باز رکھنا اس کی مدد ہے۔''

معروف سیاستدان وشیعہ رہنما غلام مرتضیٰ پویا نے اپنے بیان میں کہا :

''دہشت گردی صلیبی ہو' صیہونی ہو یا برہمن یا مسلمان کے ہاتھ سے ہو' قابل مذمت ہے' امریکہ تو پہلے روز سے ہی دہشت گرد ہے' اس کے شر سے نہ مسلمان محفوظ ہے اور نہ غیر مسلم' جاپان کو تباہ کرنے والا نمبر ون دہشت گرد امریکہ ہے' پوری دنیا میں ظلم و بربریت اور جارحیت و مداخلت سے ایک وحشت پھیلا رکھی ہے' دنیا کی ہر تخریبی کاروائی اور ظالمانہ تحریک میں درپردہ امریکہ کا ہاتھ ضرور ہوتا ہے۔

مولانا سمیع الحق صاحب نے جو کتاب متعارف کرائی ہے' یہ صرف کتاب نہیں بلکہ ایک مشن ہے' ایک تحریک ہے' ایک احساس ہے' ایک سوچ وفکر ہے' آج دنیا میں بدلتے حالات کو دیکھتے ہوئے اتحاد بین المسلمین کی ضرورت کہیں زیادہ اہم ہے۔ ہم مسلمانوں کو اپنی سمت درست کرنا ہوگی۔ آج آپس کے اختلافات اور فرقہ واریت' قومیت ولسانیت کے جھگڑوں سے نکل کر مکمل یکجہتی و ہم آہنگی کی ضرورت ہے' دشمن ہمارے فرقوں اور گروہوں کو نہیں جانتا اس کی نظر میں مسلمان ہی دشمن ہے اور دنیا کے کسی بھی کونے میں رہنے والا مسلمان چاہے وہ جس مسلک' قومیت' وطن اور زبان سے تعلق رکھتا ہو بحیثیت مسلمان مغرب کی نظروں میں کانٹے کی طرح چبھ رہا ہے' ہمیں بھی ایک قوت بن کر دشمن کو دکھا دینا چاہیے کہ ہم ایک خدا' ایک رسول ﷺ اور ایک قرآن کے ماننے والے ہیں' آج دنیا میں جہاں کہیں بھی دہشت گردی کا عمل جاری ہے' یہ صرف اسرائیل کو بچانے کے لئے ہے۔ مگر اسرائیل اور صیہونیت دم توڑنے والی ہے' ان شاء اللہ بہت جلد دنیا کا نقشہ بدل جائے گا' اور جہاد و قربانی کے ثمرات سب کو نصیب ہوں گے۔''

نماز عصر کے وقفہ کے بعد دوسری نشت کا آغاز بھی تلاوت سے ہوا۔

جنرل (ریٹائرڈ) ظہیر الاسلام عباسی نے اپنے خطاب میں کہا:

آج پوری دنیا تقسیم در تقسیم کی شکار ہے' لڑائی' جھگڑے' فسادات اور دہشت گردی نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ اس کرۂ ارض کو جہنم کدہ بنا دیا گیا ہے۔ شیطان کے پیروکار اپنی کاروائیوں میں مصروف ہیں' حق و باطل ہمیشہ مدمقابل رہے' اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیشہ اہل حق کے ساتھ رہی ہے' اور باطل کو بہر حال مٹ جانا ہے' افسوس یہ ہے کہ باطل اور اسلام دشمن قوتوں کو کفار کی صفوں سے بھی ساتھی مل جاتے ہیں' اور مسلمانوں کی صفوں سے بھی منافقین کا ٹولہ ان کا ساتھی بن جاتا ہے۔ جبکہ مظلوم سچے مسلمان اپنے ہی منافقین کے ہاتھوں زیادہ نقصان اٹھاتے ہیں' بہر حال

حق کی فتح ہوگی اور بالآخر کفار ومنافقین کو ذلت ورسوائی سے ہمکنار ہونا پڑے گا۔ آج کی تقریب اور کتاب کی رونمائی درحقیقت یہ پیغام دینا ہے کہ حالات کچھ بھی ہوں حق کا پرچم ہمیشہ سربلند رکھا جائے اور حق والوں کا ساتھ دیا جائے چاہے وہ تھوڑے ہوں یا بہت اور بظاہر مضبوط ہوں یا کمزور یہی کامیاب اور سرخرو ہونے والے ہیں۔ ''صلیبی دہشگردی اور عالم اسلام'' اہل حق کی دلوں کی ترجمان ہے اور سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہنے کا جہاد ہے۔

معروف سکالر محترمہ عالیہ امام صاحبہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا:

ایک ایسے دور میں جب اسلام کے صاف وشفاف چہرے کو آگ اور خون سے ظلم وبربریت سے مسخ کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں، عالم اسلام ایک دردناک صورتحال سے گزر رہا ہے، مولانا سمیع الحق کی یہ کتاب پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ آج دہکتے ہوئے انگاروں پر قدم رکھ کر بھی حق کی آواز بلند کی جاسکتی ہے، اس کتاب کے ذریعے مولانا نے ایک پیغام دیا ہے، ظلم کے خلاف، جبر وبربریت کے خلاف آواز بلند کرنے کے لئے کسی میزائل، کسی توپ، کسی فوج اور کسی طاقت کی ضرورت نہیں ہوتی، صرف قوت ایمانی، جذبہ صادق اور ادراک وآگہی کی ضرورت ہوتی ہے، اسلام تو نور ہی نور ہے، سحر ہی سحر ہے، اجالا ہی اجالا ہے اور خوشبو ہی خوشبو ہے جب ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے تو مظلوم اور معصوم کا خون مہکتا ہے، نالہ پھر احتجاج، پھر انقلاب بنتا ہے، ظلم کو دوام نہیں، ظلم آگے بڑھتا ہے، پیچھے ہٹتا ہے، پھر آگے بڑھتا ہے، یہاں تک کہ نیست ونابود ہو جاتا ہے اور مظلوم کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے، آج نہیں تو کل فتح مندی اسلام کا مقدر رہے گی کیونکہ یہ مظلوموں کا مذہب ہے، آخر میں اس کتاب کی اشاعت پر مولانا سمیع الحق صاحب کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔''

مجاہد رہنما جماعت الدعوۃ کے رئیس جناب حافظ محمد سعید صاحب نے اپنے بیان میں کہا:

''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' ایک عظیم علمی اور جہادی معرکہ ہے، موجودہ حالات میں تیر بہدف اقدام ہے، مولانا سمیع الحق اور ان کے رفقاء کار لائق تحسین وتبریک ہیں۔ میزائل، ایٹم، ٹینک اور کلاشنکوف کی طرح میڈیا اور قلمی جہاد بھی وقت کی ضرورت اور ایک موثر ترین ہتھیار ہے، اس وقت امریکہ کی عالمی قذاقی اور بدمعاشیاں اور درندگی کا راستہ روکنا عالم اسلام کا فرض بنتا ہے، مقدور بھر مسلمان اس کا مکلف ہے کہ وہ اسلامی اقدار، اسلامی تہذیب و تمدن اور قرآن وسنت کے علوم ومعارف کی حفاظت کرے، مدرسہ بنائے، دارالعلوم قائم کرے، جہادی تنظیم تشکیل دے۔ تیر، تلوار، توپ، ٹینک، میزائل اور ایٹم بم تیار کرے، الیکٹرانک میڈیا کا مقابلہ الیکٹرانک میڈیا سے کرے اور فکری اور نظریاتی یلغار کا مقابلہ قلمی جہاد سے کرے۔ ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' اس عظیم جہاد کے تسلسل کی ایک مربوط، مضبوط اور مستحکم کڑی ہے، اسکے فروغ، اشاعت اور مطالعہ سے فکری، ذہنی، علمی ودینی اور انقلابی نتائج اور ثمرات مرتب ہونگے''

گورنر پنجاب کے مذہبی مشیر جناب حافظ طاہر محمود اشرفی نے خطاب کرتے ہوئے کہا :

''مولانا سمیع الحق کے انٹرویوز پر مشتمل کتاب کا پیغام برحق اور نعرۂ مستانہ ہے، ہم نے اس کی لاج رکھنی ہوگی، اگر امریکہ، برطانیہ کو ایٹم بم بنانے اور رکھنے کی اجازت ہے تو مسلمانوں کو بھی اپنے ممالک کی سالمیت کے لئے یہ حق حاصل ہونا چاہیے، اور قوت بازو سے یہ حق حاصل کرنا چاہیے۔ اگر روس کے دور میں افغانستان کے دور میں ظلم کے خلاف برسرپیکار ہونا جہاد تھا تو امریکی جبر و استبداد کے خلاف مسلمان کی للکار بھی عین جہاد ہے اور ان شاء اللہ یہ جہاد رنگ لائے گا اور مسلمان غالب آئیں گے۔''

جیوٹی وی اور جنگ کے معروف صحافی، کالم نگار، جناب حامد میر نے کہا:

''مولانا سمیع الحق صاحب کی کتاب کے انٹرویوز بہت اہم ہیں، انہوں نے اپنے انٹرویوز میں جن خدشات کا اظہار کیا تھا اور پیشن گوئی کی تھی وہ آج ڈھائی سال بعد سچ ثابت ہو رہے ہیں، عالم اسلام کے اصل دشمن کا چہرہ کھل کر سامنے آ گیا ہے، آج کی یہ تقریب اس حوالہ سے بہت اہم ہے کہ یہاں غیر ملکی سفارتکار بھی موجود ہیں جنہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ دارالعلوم حقانیہ سے دہشت گردی کی نہیں بلکہ امن و سلامتی کی تعلیم دی جاتی ہے، آج کی اس تقریب میں ہر مسلک اور ہر مکتبہ فکر کے لوگ مدعو ہیں، اقلیتوں کو بھی نمائندگی دی گئی ہے، یہ اتحاد و اتفاق اگر اپنے دائرہ کو وسعت دیتے ہوئے پورے ملک اور پوری اسلامی دنیا تک پھیلایا جاسکے تو اسلام ایک ناقابل تسخیر قوت بن کر ابھر سکتا ہے، عراق کے مسلمانوں کا جذبہ ایمانی اور امریکہ کو ناکوں چنے چبوانے کے پیچھے اس قوم کا اتحاد و یکجہتی کارفرما ہے۔ وہاں کوئی مذہبی، مسلکی، فرقہ وارانہ اختلاف نہیں، مسجدیں بھی محفوظ ہیں اور امام بارگاہیں بھی امن میں ہیں، اگر ہم اپنے باہمی اختلافات بھلا سکیں تو کوئی بھی دشمن آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔''

عظیم مجاہد، مفکر دانشور جنرل (ریٹائرڈ) حمید گل اپنے خطاب میں کہتے ہیں:

''آج کی تقریب رونمائی اور انٹرویوز کا یہ مجموعہ ایک بہانہ ہے 'مل بیٹھنے کا' اور اصل مقصد اپنے بھولے ہوئے سبق کو دہرانے کا ہے، آج ہم اکٹھے ہو کر جہاد کی بات کر رہے ہیں، آج لوگ جہاد کا نام لینے سے گھبراتے ہیں، بڑے بڑوں کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں، ان حالات میں ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' کے حوالہ سے جہاد کا ذکر تازہ ہو رہا ہے، آج ایک زبردست مقابلے کی کیفیت ہے، معرکہ حق و باطل جاری ہے، باطل دہشت گردی اور ظلم کی انتہا کر رہا ہے، ابوغریب جیل کے مناظر سے امریکی درندگی و سفاکی کا اظہار ہو رہا ہے، مسلمان دفاعی پوزیشن میں ہیں، آج ہمارے حکمران روشن خیالی کی باتیں کرتے ہیں اور انتہائی کمزور لہجہ میں اپنی صفائیاں پیش کر کے اسلام دشمنوں کو مطمئن کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اس معذرت خواہانہ لہجہ کی کوئی ضرورت نہیں، ہمیں اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہے اسلام کے حوالہ سے کسی صفائی پیش کرنے کی ضرورت نہیں، روشن خیالی اور آزادی خیال کے لاحقے لگانے کی کیا ضرورت

ہے' صاف کہنا چاہیے کہ ہم مسلمان ہیں اور بس۔

اسلام کی صحیح تصویر پیش کریں' باہمی اختلاف کو ختم کر کے یکجا ہو جائیں۔ عالم اسلام کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے حقوق اور مظلومیت کی حمایت کرنا ہمارا فرض بنتا ہے۔ انسانیت کی بقاء اور سلامتی کا درس اسلام نے دیا ہے' آج مکالمے کا وقت نہیں' مکالمہ اس وقت ہوگا جب اسلام بالا دست اور غالب ہوگا' آج مزاحمت اور مقابلے کا وقت ہے' یہ جنگ تو جیتی ہی جائے گی' اسلام کی فتح ہوگی' ان شاء اللہ لیکن ہمیں اپنی اصلاح کی ضرورت ہے۔ کربلا سے ۱۴۰۰ سال پہلے بچھڑنے والے آج پھر کربلا پر اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اسلام ہی انسانیت کا آخری سہارا ہے' لیکن ہمیں اس کا نمونہ اور ماڈل پیش کرنا ہوگا۔ دنیا کے ہر مظلوم کے حق میں آواز بلند کرنا ہوگی۔''

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے مختصر استقبالیہ کلمات میں کہا :

''سب سے پہلے آج کی اس تقریب کو رونق بخشنے والے معزز مہمانان گرامی اور شرکاء کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آپ حضرات کی تشریف آوری سے خوشی اور حوصلہ افزائی ہوئی۔ آج پوری دنیا ایک کرب و اذیت سے گزر رہی ہے' ظلم و بربریت کے دل دہلا دینے والے مناظر' انسانیت کی تذلیل و توہین اور حیوانی کردار و علم نام نہاد مہذب دنیا اور انسانی حقوق کے علمبرداروں کا منہ چڑا رہے ہیں۔ ان حالات کے آثار کچھ عرصہ قبل سے ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے۔ ہم بتدریج اس مقام تک پہنچے ہیں' جب خطرات سر پر منڈلا رہے تھے تو احساس نہیں تھا' جب آگ اور خون کی بارشیں ہونے لگیں تو جائے پناہ ملنا مشکل ہو گئی۔ ان حالات پر تفصیلی مباحث اور مذاکرے اور وضاحتیں ہوتی رہیں۔ جب افغانستان میں اسلامی حکومت کا قیام اور اسلام کا عملی نفاذ ہوا تو مغرب نے اسلام کی غلط تعبیر اور پروپیگنڈہ مہم شروع کر دی' میڈیا وار کا آغاز کیا' اور حقائق کو مسخ کر کے دنیا میں اسلام کو بدنام کرنے کی باقاعدہ مہم شروع کر دی۔ اس وقت سے مغربی میڈیا کے نمائندے دارالعلوم حقانیہ آنا شروع ہوئے اور اسلام و طالبان کے حوالہ سے مختلف نوعیت کے انٹرویوز لیتے رہے' ہم نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اپنا موقف' اسلام کا اصل چہرہ' اسلامی تعلیمات کی وضاحت اور مغربی پروپیگنڈہ کا توڑ کرنے کے لئے میڈیا کا جواب میڈیا کے ذریعے دینے کی بھرپور کوشش کی تاکہ حقائق دنیا کے سامنے لائے جا سکیں۔ اس موقع پر خاموش رہنا یا حقائق کے اظہار سے اجتناب کرنا مغربی پروپیگنڈہ کی تصدیق کے مترادف تھا اسلئے ہم میدان میں نکلے اور ہر ٹیم کو مفصل حالات بیان کئے۔ اسلام اور طالبان کے عزائم' مقاصد و اہداف اور امن و سلامتی کے عملی مظاہرہ کی تصاویر بیان کیں' امریکہ اور اس کے حواریوں کے مظالم' جارحیت اور اسلام دشمنی کو کھل کر بے نقاب کیا۔ مغربی دنیا والے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر گئے ہیں کہ دینی مدارس دہشت گردی اور اسلحہ کی تربیت گاہیں نہیں ہیں بلکہ امن و سلامتی اور درس و تدریس کی تعلیم گاہیں اور انسانیت و شرافت کی تربیت گاہیں ہیں۔

امریکہ نے اسلامی دنیا کے خلاف صلیبی جنگ کا اعلان کر کے اپنے لئے مشکلات بڑھائی ہیں' افغانستان میں

امریکہ باوجود اپنی مکمل سپر طاقت اور پوری عالمی حمایت کے امن قائم نہیں کرسکا' وہاں غیر ملکی فوجی محفوظ نہیں ہیں' عراق میں قیام امن کا سلسلہ کھٹائی میں پڑ چکا ہے' اور عراقی عوام نے غیر ملکیوں کا وجود اس سرزمین پر برداشت کرنے سے انکار کردیا ہے' امریکہ کو لاشوں کے تحفے وصول کرنے پڑ گئے ہیں' اگر انکی پالیسی پہلے روز سے ہی منصفانہ اور حقائق پر مبنی ہوتی تو دنیا امن وسکون سے رہتی افغانستان کی سرزمین پر روس کا انجام اس کیلئے باعث عبرت ہوتا۔ مجاہدین کی قربانیوں سے روس تہس نہس ہوا اور امریکہ واحد سپر پاور بن سکا' اب دنیا کو امن دینا اور انصاف قائم کرنا اسکی ذمہ داری تھی مگر اس نے پوری دنیا بالخصوص تیل سے مالا مال خلیجی ممالک کو اپنی کالونی بنانے کی پالیسی پر عمل کیا' اس جارحیت کے نتائج ابھی مزید سامنے آتے رہیں گے' بہرحال مغربی میڈیا کے ذریعے اسلام کا دفاع اور مقدمہ پیش کیا گیا تو اس کو بھی میڈیا میں توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا حقائق کو پھر بھی ظاہر نہیں کیا گیا۔ مجبوراً یہ سوچنا پڑا کہ ہماری کوشش اور حقائق بیانی دنیا پر کیونکر عیاں ہوسکے گی اس کیلئے ان انٹرویوز کو آڈیو کسیٹوں سے صفحہ قرطاس پر بکھیر کر کتابی شکل میں شائع کیا گیا اور آج وہ کتاب منظر عام پر آ چکی ہے' آپ حضرات نے اپنے بیانات میں بہت کچھ حقائق بیان کئے' وقت کی ضرورت وتقاضوں کا ذکر کیا' امید ہے خدا کرے یہ کتاب اور یہ تقریب بیداری امت کا باعث بنے اور اسلام کی عظمت کا بول بالا ہو''

مہمان خصوصی وفاقی وزیر مذہبی امور جناب اعجاز الحق صاحب نے خطاب میں کہا کہ:

'' دنیا انتہائی نازک صورتحال سے گزر رہی ہے' مسلمانوں کو ہر سمت سے کچلا جارہا ہے' عالم کفر کی ہر طرف سے یلغار ہے' اس نازک صورتحال میں حکومتیں انتہائی سوچ سمجھ کر پالیسیاں مرتب کرتی ہیں' دنیا سے کٹ کر بھی نہیں رہا جاسکتا اور اپنے وجود کو برقرار رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ مسلمان مظلوم ہیں' مغربی جارحیت کا شکار ہیں' افغانستان کو جہاد کے ذریعے روس جیسی سپر پاور سے نہ صرف آزادی ملی بلکہ روس کو ٹکڑے ٹکڑے ہونا پڑا۔ جہاد کو آج دہشت گردی کی علامت بنادیا گیا ہے۔ حالانکہ کوئی بھی مسلمان جہاد جیسے فریضہ کا منکر نہیں ہوسکتا۔ میرے والد جنرل ضیاء الحق مرحوم نے جہاد افغانستان کی سرپرستی اور تعاون کی پاداش میں اپنی جان قربان کردی' مسلمانوں کی بقاء جہاد میں ہے' آج دنیا جہاد اور دہشت گردی میں تمیز کرے' جہاد کسی خاص مقصد کسی مخصوص ایجنڈے اور مشن اور کسی مذہبی تعلیمات کا پابند ہوتا ہے جبکہ دہشت گردی کا کوئی مذہب اور کوئی مقصد، مدعا نہیں ہوتا صرف وحشت وبربریت پھیلانے اور خوف وہراس طاری کرنے کے لئے دہشت گردی کی جاتی ہے' ہمیں انتہائی ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے' اپنی صفوں میں اتحاد قائم رکھنا ہے' آج ہمارا ملک اندرونی سازشوں میں گھرا ہوا ہے' مسجدیں' مدارس' امام بارگاہیں' سڑکیں اور اجتماعات محفوظ نہیں رہے' ہر طرف خوف وہراس کی کیفیت ہے' یہ ملک تو امن کا گہوارہ ہونا چاہیے تھا' کون ہے جو اس امن کو تباہ کررہا ہے۔ اصل دشمن اور درپردہ ہاتھوں کو بے نقاب کرنے کی ضرورت ہے' اصل مجرم کو تلاش کیا جائے تاکہ اس بدامنی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جاسکے۔ اس میں بیرونی ہاتھ بھی کارفرما ہوتے ہیں' پڑوس میں ہمارے دیرینہ دشمن ایسی مذموم حرکات سے اس ملک

کا امن و امان تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ کشمیر میں کیا کچھ مظالم نہیں ڈھائے جا رہے۔ بوڑھے بزرگوں' معصوم بچوں اور عفت مآب خواتین خانہ کو بھی معاف نہیں کیا جا رہا۔ یہ اصل دہشت گردی ہے۔ افغانستان و عراق میں جو آگ اور خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے یہ اصل دہشت گردی ہے' فلسطین کے نہتے اور بے گناہ مسلمانوں کے خون سے سڑکیں رنگین ہو رہی ہیں' یہ اصل دہشت گردی ہے' ہر ملک میں دھماکے' فائرنگ اور قتل و غارت گری' بے گناہ اور معصوم انسانوں کی جانیں لینا یہ اصل دہشت گردی ہے' دنیا جہاد اور دہشت گردی کے فرق اور واضح فرق کو سمجھے اور اصل دہشت گردوں کے بے نقاب کر کے عالمی عدالت انصاف سے سزا دلوائے تاکہ دنیا میں امن قائم ہو' سکھ و چین کا سانس لینا نصیب ہو' انسانی ترقی کا یہ حال ہے کہ اپنی تباہی و بربادی کا سامان تیار کیا جا رہا ہے اگر دنیا میں ظلم اور ناانصافی' زیادتی اور جارحیت ختم ہو جائے تو کوئی تباہ کن ہتھیار اور میزائل و گولہ بارود تیار نہیں کرے گا' امن ہی امن ہوگا' دنیا میں خوشحالی کا دور آنے والا ہے' ظلم بالآخر مٹ جائے گا' اور انصاف و عدل کی حکمرانی ہوگی۔

افغانستان و عراق فلسطین و کشمیر اور دنیا کے ہر خطہ میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کی ہم بھرپور مذمت کرتے ہیں اور مسلمانوں کی آزادی کی تحریکوں کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے ان کی حمایت کرتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق صاحب نے مجھے ایک وفاقی وزیر کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک بھائی کی حیثیت سے اس تقریب رونمائی میں شرکت کی دعوت دی ہے' ہمارے ان کے دیرینہ تعلقات ہیں' بلکہ ہم دونوں ایک دوسرے کو ورثہ میں ملے ہیں۔ ان کے والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ اور میرے والد بزرگوار جنرل ضیاء الحق شہید کے دوستانہ تعلقات اور جہاد افغانستان کے حوالہ سے مضبوط مراسم تھے' ہم دونوں بھی ان شاء اللہ اپنے بزرگوں کے دوستانہ تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے رہیں گے' مجھے خوشی ہے کہ جو وزارت مجھے ملی ہے اسی اسٹینڈنگ کمیٹی کے سینٹ میں چیئرمین مولانا سمیع الحق صاحب ہیں ان کے تجربات' علم اور مفید مشوروں کی روشنی میں ان شاء اللہ ایوان کے اندر بھی ہماری رفاقت قائم رہے گی۔ اس پروقار تقریب میں دعوت شرکت پر مولانا سمیع الحق صاحب اور جملہ رفقاء کا شکر گزار ہوں اور مولانا کی اس کتاب میں جرأت اظہار پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ پاکستان پائندہ باد۔

اس کے بعد حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب مدظلہ کے مختصر خطاب اور دعائیہ کلمات سے تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

(**نوٹ**) اس کے بعد لاہور میں اسی طرح کی پروقار تقریب رونمائی میں اہم رہنماؤں علماء اور دانشوروں کے خطابات کی تفصیل اگلی اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں۔

محترمہ مسرت جمال*

رزق حلال کے حصول میں خواتین کی ذمہ داریاں ازواج مطہرات کے اسوہ مبارکہ کی روشنی میں"

فرمان ربانی ہے:

"النبی أولی بالمؤمنین من انفسهم وأزواجه امهاتهم" (۱)

ترجمہ: "اور ایمان والوں کو نبی کے ساتھ اپنی جانوں سے بڑھ کر لگاؤ ہے' اور انکی بیویاں مؤمنوں کی مائیں ہیں۔"

زوجات النبی المطہرات آپ ﷺ کے مدرسہ سے فیض یاب ہونے والی وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں' جنکا قول و فعل ابدالآباد تک کائنات کو جہالت و گمراہی کی تاریکیوں سے نکالنے کے لئے ایک مصلح کا کردار ادا کرتا رہے گا۔ ازواج مطہرات وہ پاکیزہ شخصیات ہیں جو نبی کریم ﷺ کا پرتو ہیں اور برکت کے لحاظ سے پوری کائنات پر چھایا ہوا ہے۔ آپ کی زوجات مطہرات آپ کی تعلیمات سے ایسی تربیت یافتہ ہیں کہ انہیں ماں کا خطاب دیکر تمام امت محمدیہ کو انکی اولاد قرار دیا گیا۔ اور ایسا کرنے میں ایک واضح حکمت یہ بھی جھلکتی نظر آتی ہے کہ ماں کی گود بچے کی ابتدائی درسگاہ ہے۔ بچہ جو کچھ اپنی زندگی کے ابتدائی ایام میں اس درس گاہ سے سیکھ لیتا ہے وہ اس کی زندگی کا حصہ بن جاتا ہے۔ لہذا ازواج مطہرات کو امہات المؤمنین کا شرف بخش کر تمام امت کو ایک ایسی درسگاہ فراہم کی گئی' جس پر مومنوں کا رب اور فرشتے سلام بھیجتے ہیں۔ (۲)

خواتین کی حیثیت سے محمد مصطفی ﷺ نے ہمیں دنیا کی تاریخ میں جو عزت و مرتبہ بخشا کوئی اور تہذیب و تمدن اور کوئی دین و مذہب اس کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اور سونے پہ سہاگہ زوجات النبی ﷺ نے جس طرح اپنے کردار سے ہمارے لئے ایک باعزت و محترم زندگی کی عملی شکل پیش کی۔ تو اس نے ہمیں ہدایت کی ایک ایسی شاہراہ فراہم کر دی کہ جس پر ہم بے خوف و خطر چل کر تمام فضا کو پر امن اور پر سکون بنا سکتی ہیں۔

* اسسٹنٹ پروفیسر' شعبہ عربی جامعہ پشاور

آج ہمیں معاشرے میں ہر سو ایک بے چینی اور ابتری دکھائی دیتی ہے اسکی وجہ سوائے اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ مادی ترقی تو زوروں پر ہے لیکن روحانی ترقی دن بدن روبہ زوال ہے۔ کیونکہ اسے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے غذا نہیں مل رہی۔ ہم ایک ایسی مقروض قوم کی حیثیت سے زندگی گزار رہے ہیں کہ جسکا بال بال قرضے میں جکڑا ہوا ہے۔ لیکن انکی عیش وعشرت اور زیبائش ونمائش اپنے عروج پر ہے۔ اگر ہم من حیث القوم اپنی فضول خرچیوں عیش پرستیوں اور کسب حرام کی اندھا دھند دوڑ سے باز نہ آئے تو پھر خدا گواہ ہے کہ ہم پر کوئی آنسو بہانے والا بھی نہ ہوگا۔ کیونکہ ہم اپنی بربادی کے خود ذمہ دار ہیں۔ اس وقت اخلاقیات کا درس دینے والے تو بے شمار لوگ ہونگے لیکن ان پر عمل کرنے والے شاذونادر ہی ہونگے۔

اب بھی ہمارے پاس اپنی اصلاح کیلئے کچھ وقت ہے اگر ہم خلوص دل سے اللہ کے حضور میں توبہ تائب ہو کر نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کو اپنا لیں تو اپنی غلطیوں کی تلافی کر سکتے ہیں۔

بحیثیت خواتین ہم اس معاشرے کی اصلاح میں کیا کردار ادا کر سکتی ہیں؟ اور ہمارے کندھوں پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟ یہ جاننے کیلئے ہمیں ایک بار پھر امہات المؤمنین کے کردار کا مطالعہ کرنا ہوگا۔ کیونکہ آپؓ نبی کریم ﷺ سے براہ راست مستفید ہونے والی شخصیات ہیں۔ اور ہمارے لئے یہ جاننا اشد ضروری ہے کہ ان کے کردار کے وہ کونسے پہلو ہونگے جنکو اپنا کر ہم اپنی انفرادی زندگی اور اپنے معاشرے کو پرامن اور پرسکون بنا سکیں گی۔

کافی غور وخوض اور سوچ وتفکر کے بعد ہمیں اپنے مسائل کا حل ان تین بڑے بڑے نکات کے اندر جھلکتا دکھائی دیتا ہے اور وہ تین نکات یہ ہیں:

(۱) سادگی (۲) کفایت شعاری (۳) اکل حلال

اگر ہم حقیقی معنوں میں اپنے آپ کو سنوارنا چاہتے ہیں تو ہمیں ان نکات پر عمل کرنے کیلئے سنجیدگی سے تفکر کی ضرورت ہے۔ نمونہ ہمارے سامنے موجود ہے۔ ہمیں صرف اس قالب میں اپنے آپ کو ڈھالنا ہوگا۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ان روشن نکات کا تجزیہ کیا جائے اور امہات المؤمنین کے اسوہ حسنہ سے فیض حاصل کیا جائے۔ اور یہ احساس پیدا کیا جائے کہ مسلمان خواتین کی حیثیت سے ہم نے ان شعائر کو اگر اپنایا اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر لیا تو ہم اپنے فرائض کی بجا آوری میں بری الذمہ ہونگی۔

اس وقت ہماری سب سے بڑی اور پہلی ذمہ داری ہے:۔

<u>(۱)</u> <u>سادگی کا فروغ:</u>

کیونکہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: "ألا تسمعون، ألا تسمعون ان البذاذة من الایمان، ان البذاذة من الایمان" (۳)

ترجمہ: "لوگوں کیا تم سنتے نہیں ہو؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بلاشبہ سادگی ایمان کی نشانی ہے۔ بلاشبہ سادگی ایمان کی نشانی ہے"

آپ ﷺ کا یہ فرمان صرف کلام کی حد تک نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ خود اور آپ ﷺ کی زوجات عملاً اسکی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ آپ کا کھانا، آپ ﷺ کا لباس، آپ کے اقوال پر عمل کی مہر ثبت کرتے ہیں۔

آج ہم خواتین اپنے لباس اور اپنی خوراک کا موازنہ اگر دنیا کے سردار کی زوجات سے کریں تو ندامت سے ہمارے سر جھک جائیں۔ یہ وہ ہستیاں ہیں جنکے سامنے دنیا گھٹنے ٹیکے اور سر جھکائے حاضر تھی۔ لیکن انھوں نے دنیا اور اسکے متاع کو جس طرح ٹھکرا دیا وہ ہمارے لئے مقام عبرت ہے۔ کہ ہم کس طرح اس متاع کو گلے لگا رہے ہیں۔ ہم اپنی خوراک اور لباس میں جس بناوٹ و تصنع کا شکار ہیں اس سے اللہ کا رسول ﷺ بھی پناہ مانگتا ہے۔ ہم نمائش و زیبائش کی دوڑ میں جس تیزی کے ساتھ اپنے آپ کو شامل کر رہے ہیں۔ اتنی ہی تیزی کے ساتھ ہم اپنی بربادی کا سامان بھی اکٹھا کر رہے ہیں۔

ہمارے دسترخوان کو رنگا رنگ کھانے زینت بخش رہے ہیں۔ دعوتوں پر نام و نمود کے لئے ہم پیسہ پانی کی طرح بہا دیتے ہیں۔ مقصد سوائے ریاکاری اور دکھاوے کے کچھ بھی نہیں۔ ایک نظر زوجات النبی ﷺ کے دسترخوان پر ڈالتے ہیں تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کو یہ فرماتے ہوئے پاتے ہیں کہ: "ما شبع آل محمد ﷺ من خبز الشعير يومين متتابعين حتى قبض رسول الله ﷺ"(۴)

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں انکے اہل و عیال نے مسلسل دو دن کبھی جو کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا"

اور سادگی کا یہ عالم تھا کہ کھانا کبھی میز یا طشتریوں پر نوش نہ فرمایا۔ بلکہ چمڑے کے دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے۔ جہاں تک آپ لوگوں کے سالن کا تعلق ہے تو وہ عموماً سرکہ یا کھجور ہی ہوتی تھی۔ لیکن وہ بھی اتنی مقدار میں نہ ہوتی کہ شکم سیر ہو سکے۔ جب ہم اپنے کھانوں پر نگاہ ڈالتے ہیں تو شرم سے نگاہ اٹھانے کی ہمت نہیں پڑتی۔ لیکن افسوس کہ ہم نے انکے بابرکت کردار سے سادگی کا سبق نہ سیکھا۔

ازواج مطہرات کی خوراک و لباس سے ہٹکر ایک نظر انکی رہائش پر ڈالتے ہیں تو یک لخت منہ سے اللہ اکبر کی صدا نکلتی ہے۔ کہ وہ ہستیاں کہ جن کے لئے دنیا کی تمام متاع ہے، ایک ایک حجرے پر مشتمل چھوٹے سے گھر میں رہائش پذیر ہیں۔ جبکہ ہم، جنھیں اپنے انجام کی بھی خبر نہیں، بلند و بالا وسیع و عریض عمارتوں میں پر تعیش زندگی گزارنے کے باوجود ناشکری کے کلمات زبان سے ہمہ وقت جاری رہتے ہیں۔ اور خوب سے خوب تر کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔ نتیجہ بالکل واضح ہے کہ ہم نے ازواج سیدات کی سادگی کو اپنی زندگی میں نافذ کرنے کی کوشش نہ کی تو اس عیش و عشرت سے بھرپور زندگی کا انجام ہمیں ایک ایسی اندھیری غار میں دھکیل دیگا جس سے نکلنے کی تمام راہیں مسدود ہونگی۔

اب ایک اور سوال ہمیں مضطرب کرتا ہے کہ وہ کون سا راستہ ہے کہ جس کو اپنا کر ہم سادگی کی عملی تصویر بن سکتے ہیں؟ تو اس سوال کا جواب بالکل واضح ہے کہ سادگی کی منزل کو پہنچنے والی شاہراہ ہے:۔

(۲) کفایت شعاری

اگر ہم اپنی زندگی میں کفایت شعاری کے زریں اصول کو اپنا لیتے ہیں تو ہماری زندگی میں ایک اعتدال پیدا ہو جاتا ہے۔ کفایت شعاری کا مطلب بخل اور کنجوسی ہرگز نہیں۔ کیونکہ ازواج مطہرات کفایت شعار ضرور تھیں، بخیل اور کنجوس ہرگز نہیں تھیں۔ انھوں نے تو اپنے منہ سے لقمہ نکال کر دوسروں کو سیر کیا۔ بھلا انکا بخل اور کنجوسی سے کیا تعلق۔

فرمان الٰہی ہے:

"و لا تجعل يدک مغلولة إلى عنقك و لا تبسطها كل البسط فتقعد ملوما محسورا"(۵)

ترجمہ: "اور اپنا ہاتھ نہ تو اتنا سکیڑو کہ گویا گردن سے بندھا ہوا ہو۔ اور نہ بالکل پھیلا دو، ورنہ تم ایسے بیٹھے رہ جاؤ گے۔ اور لوگ تمہیں ملامت بھی کریں گے اور تہی دست ہو گے۔"

"و الذين إذا أنفقوا لم يسرفوا ولم يقتروا و كان بين ذلك قواما"(۶)

ترجمہ: "اور وہ لوگ جب خرچ کرنے لگیں تو نہ فضول خرچی کریں اور نہ بہت تنگی کریں۔ بلکہ انکا خرچ افراط وتفریط کے درمیان (بیچ) کا ہے۔"

ان آیات کے ذریعے سے ہماری راہ متعین کر دی گئ ہے کہ ہمارے اخراجات کا راستہ کفایت شعاری کا راستہ ہونا چاہیے۔ اپنی چادر اور اپنی حیثیت کے اندر اندر رہ کر خرچ کرنا چاہئے۔ یہی وہ راستہ ہے جو ازواج مطہرات کی سیرت سے جا ملتا ہے۔ امہات المؤمنین نے اپنی چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانے کی کوشش نہیں کی۔ باوجود یہ کہ وہ چاہتیں تو ایسا کر سکتی تھیں۔ لیکن وہ خود محنت مزدوری کرتیں اور پھر اس رقم سے غرباء وفقراء کی مدد کرتیں۔ حضرت خدیجہؓ اگر چاہتیں تو ایک پر تعیش زندگی گزار سکتی تھیں۔ کیونکہ وہ ایک وسیع کاروبار کی مالکہ تھیں۔ لیکن انھوں نے اپنی دولت اسلام کی اشاعت کے لئے وقف کر دی۔ اور خود ایک سادہ سی زندگی گزار دی۔ اور حضرت عائشہؓ جو ہدایا میں آنے والی رقوم ضرورت مند ہونے کے باوجود خیرات کر دیتی تھیں۔ اور خود انکی کی حالت یہ تھی کہ کرتہ (قمیص) میں پیوند لگا ہوا ہوتا تھا۔(۷)

حضرت زینب کے پاس جب انکا سالانہ وظیفہ کے بارہ ہزار درہم آئے تو آپ بار بار یہ کہتیں تھیں:

"اللهم لا يدركني هذا المال من قابل فانه فتنة"(۸)

ترجمہ: اے اللہ آئندہ یہ مال میرے پاس نہ آئے۔ تحقیق یہ بڑا فتنہ ہے۔

اور یہ کہہ کر اسی وقت سارا مال اپنے اقارب اور حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا۔

کیا ازواج مطہرات چاہتیں تو ان اموال سے آرام دہ زندگی نہیں گزار سکتی تھیں ۔ اور اپنے رہن سہن کو بہتر نہیں بنا سکتی تھیں؟ کیوں نہیں ۔ وہ سب کچھ کرسکتی تھیں ۔ لیکن چونکہ وہ تمام امت مسلمہ کا ابتدائی مدرسہ تھیں لہذا انھوں نے ہر ایسے اقدام سے گریز کیا جو اول تو انکی زندگی کو بے سکون کرسکتا تھا ۔ اور بعد میں نقش عمل کے طور پر امت کے لئے حجت بن سکتا تھا ۔

اب خواتین کی حیثیت سے ہمارے کندھوں پر ایک بہت بڑی معاشرتی ذمہ داری کا بوجھ ہے ۔ اور وہ صرف اس صورت میں ہلکا ہوسکتا ہے کہ ہم ازواج مطہرات کی سیرت کو اپنا کر کفایت شعاری کی راہ کو اپنائیں ۔ اپنی آمدنی و خرچ میں توازن پیدا کریں' اپنی الماریوں اور صندوقوں کو رنگارنگ کپڑوں سے بھرنے' میزوں اور طشتریوں کو بے شمار کھانوں سے مزین کرنے' اور بلند و بالا عمارتوں کے چکروں میں پڑ کر اپنے اخراجات کو آمدنی سے بڑھانے کی بجائے کفایت شعاری کی راہ اپنائیں ۔ تو یہ بات شک سے بالکل بالاتر ہے کہ ہم بہت جلد اپنی زندگی کو پر امن و پرسکون بنانے میں کامیاب ہو جائیں گی ۔ اور قرضوں کے بوجھ تلے دبنے کی بجائے دوسروں کو دینے کے قابل بھی ہوسکیں گی ۔

کفایت شعاری کی راہ کو اپنانے میں رزق حلال کا حصول ہمارے لئے بہت اہم کردار ادا کرے گا ۔ اسلئے کہ اگر ہم نے :

(۳) اکل حلال

کے حصول میں دوڑ دھوپ شروع کردی تو باقی مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے ۔ کیونکہ پرتعیش زندگی اور فضول خرچیوں کے پیچھے ایک ہی چیز چکر لگاتی دکھائی دیتی ہے ۔ وہ ہے اکل حلال سے غفلت ۔ ہماری زندگی سادگی سے صرف اس لئے عاری ہوئی کہ ہم ان لوگوں کی صف میں کھڑے ہونے کیلئے پر تولتے رہتے ہیں جنھیں اس بات کی قطعا کوئی پرواہ نہیں کہ انکے منہ میں جانے والا لقمہ حلال ہے یا حرام ۔ ہمارے اخراجات ہماری آمدن سے صرف اس وجہ سے بڑھ گئے کہ ہم نے سیرت مطہرہ سے سیکھا ہوا کفایت شعاری کا درس بھلا کر' زندگی میں اعتدال پیدا کرنے کیلئے چور دروازوں کا سہارا لینا شروع کردیا ۔ قطع نظر اس سے کہ یہ تمام دروازے کسب حرام کی منزل کو جاتے ہیں ۔ اور خداوند عالم ان سب ذرائع کو یہ کہہ کر ناپسند فرماتا ہے کہ :

"لا یستوی الخبیث و الطیب ولو أعجبک کثرۃ الخبیث" (۹)

ترجمہ: "حرام و حلال برابر نہیں ہو سکتے اگرچہ حرام کی کثرت تمہیں پرکشش معلوم ہو ۔"

اور پھر تاکید فرمائی کہ :

"یا ایھا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم" (۹)

ترجمہ: "اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ان میں سے پاک چیزوں کو کھاؤ"

اس تاکید میں جو حکمت ہے وہ اسکے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ جس طرح خالص ولطیف غذائیں صحت انسانی کے لئے سودمند و نفع بخش ثابت ہوتی ہیں۔ اور ملاوٹ شدہ اور زہریلی خوراک جسم انسانی کے لئے نہایت مضر بلکہ باعث ہلاکت بھی بنتی ہے۔ اسی طرح حرام اشیاء کے استعمال سے انسان کے اخلاق واطوار اور قلب وروح پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سرکار دوعالم نے بھی اپنی زندگی میں اسکا اہتمام رکھا اور بار بار فرمایا:

"طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة" (۱۰)

ترجمہ: "حلال کمائی کا طلب کرنا فرض کے بعد فرض ہے۔"

اور یہ بھی وضاحت فرمادی کہ:

"لا یدخل الجنة جسد غذّي بالحرام" (۱۱)

ترجمہ: "حرام کے ساتھ پرورش کیا گیا بدن جنت میں داخل نہیں ہوگا۔"

اور رزق حلال کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہوئے:

"ما أکل احد طعاماً قط خیراً من أن یاکل من عمل یدیه و أن نبي الله داود علیه السلام کان یاکل من عمل یدیه" (۱۲)

ترجمہ: "کسی شخص نے اس کھانے سے بہتر نہیں کھانا نہیں کھایا جو اس نے اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کمایا۔ اور اللہ کے نبی داود علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے کمائی کر کے کھاتے تھے۔"

قرآن وسنت کا تجزیہ کرنے کے لئے جب ایک نگاہ سیرت زوجات مطہرات پر ڈالتے ہیں تو وہ ہمیں رزق حلال کی داعیات نظر آتیں ہیں۔ کیونکہ انھوں نے جس سادہ زندگی کو اپنایا اور جس کفایت شعاری کو فروغ دیا اس نے اکل حلال کے حصول کی راہ خود بخود آسان کردی۔

دوسری جانب ہمیں اکل حلال کے حصول میں جن مشکلات کا سامنا ہے ان میں ہماری فضول خرچیاں اور عیش وعشرت سے بھرپور زندگی کے خواب اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر صرف ہم خواتین ہی اپنے چہروں کو بناؤ سنگھار کی لیپا تھوپی سے صاف کرلیں، سادہ کپڑوں کا رواج ڈال دیں، سادہ خوراک اور حسب ضرورت مکان کا انتخاب کرلیں تو یقین کریں کہ پہلے تو ہم خود ہی کئی اعصابی بیماریوں سے نجات پالیں گی۔ اور پھر اپنے والدین، شوہروں، بچوں، ہمسایوں اور معاشرے کو بھی بہت سی بیماریوں سے نجات دلاسکتی ہیں۔

اسکے ساتھ ساتھ ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی میں جو ابتری اور اضطراب پایا جاتا ہے وہ خود بخود تھم جائے گا۔ اور طبقاتی کشمکش دھیرے دھیرے ختم ہوجائے گی۔ اور ہم دنیا کے سامنے ایک ایسی زندہ قوم کی حیثیت سے سانس لے سکیں گی جو اپنی گردن سے قرضوں کا طوق اتار کر ہاتھوں میں ضرورت مندوں کے لئے خیرات کی تھیلیاں اٹھاتی

پھریں گی۔ اور یہ سب صرف اس صورت میں ہوسکتا ہے کہ ہم اکل حلال کے حصول کیلئے اپنے مردوں کو ابھاریں اور ان سے ناجائز خواہشات کی تکمیل کی جنگ بند کر دیں۔ کیونکہ اسی ایک اکل حلال کی اہمیت کا شعور ہمیں دوسروں کو مستفید کرنے کا موقع دے گا۔

خلاصۃ البحث یہی ہے کہ اگر ہم خواتین نے اپنی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داری کو پہچان کر سیرت ازواج مطہرات سے فائدہ اٹھالیا تو ہم اپنے ہاتھوں سے اپنی بقاء کی تعمیر کریں گی۔ کیونکہ ازواج مطہرات کیا تھیں؟ حقیقت میں مدرسۃ النسوان کی طالبات تھیں۔ مسجد النبوی میں مردوں کو تعلیم دی جاتی تھی اور گھر میں ازواج مطہرات کو۔ صرف اس لئے کہ یہی ازواج مطہرات آئندہ چل کر امت کی عورتوں کی معلمات بننے والی تھیں۔ لہذا آج اگر ہم اپنی معلمات کی تعلیمات سے فائدہ اٹھالیتی ہیں تو ہم معاشرے کو آئندہ چل کر ایسی نسل دیں گی جو کسی بھی صورت میں قول و فعل میں ان سے کم نہ ہوگی۔

اور ایسا کرنے کیلئے ہمیں اکل حلال کے حصول کے لئے خوب جدوجہد کرنی ہوگی۔ جو وقتی طور پر ایک مشکل ترین عمل دکھائی دے گا لیکن بعد میں دوررس نتائج کا حامل ہوگا۔ اس اصول کو اپناتے ہی ہمیں اپنے اندر کفایت شعاری کا جذبہ محسوس ہوگا۔ کیونکہ جو کمائی ہم خون پسینہ بہا کر حاصل کرینگے۔ اسے کسی بھی صورت فضول خرچیوں پر ضائع کرنے کو تیار نہیں ہونگے۔ جب کفایت شعاری کا رنگ ہم پر چڑھنے لگے گا تو سادگی کی موجیں بھی ہمیں اپنی پناہوں میں لینے کے لئے مضطرب ہونگی۔ کیونکہ محنت سے کمائی ہوئی رقم کو جب کفایت شعاری سے خرچ کرنے کے بعد بچالیں گی تو اسے کپڑوں، جوتوں، میک اپ اور اللے تللوں پر ضائع نہیں کریں گی۔ اور اس طرح اپنے گھر اور معاشرے کو جنت کا گہوارہ بنادیں گی۔

لیکن یہ بات یاد رہے کہ یہ سب تب ہی ممکن ہے کہ جب ہم ان ہستیوں کی سادگی، کفایت شعاری، اور اکل حلال کی تعلیمات پر عمل کریں گی جنھیں دنیا کے انتخاب کا اختیار یہ کہہ کر دیا گیا کہ: وان کنتن تردن الحیاۃ الدنیا وزینتها فتعالین أمتعکن و أسرحکن سراحاً جمیلا۔ وإن کنتن تردن الله ورسوله والدار الآخرة فإن الله أعد للمحسنات منکن أجراً عظیما (۱۳)

ترجمہ: "اگر تم دنیا کی زندگی چاہتی ہو اور اس کی زیب وزینت، تو آؤ میں تمہیں کچھ فائدہ دے دوں۔ اور خوش اسلوبی سے تمہیں رخصت کر دوں۔ اور تم اگر خدا اور اسکے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو تم میں سے نیکو کاروں کیلئے اللہ تعالی نے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔"

پس انھوں نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ انھیں دنیا سے کوئی رغبت نہیں۔ اگر انکے دلوں میں دنیا کی ہوس ہوتی تو وہ یقیناً کچھ دے دلا کر رخصت ہوجاتیں۔ لیکن انھوں نے اللہ اور اسکے رسول کا انتخاب کیا۔ اور ایسا کسی جبر

کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے دل کی رضا اور دنیا و آخرت کے ابدی فائدے کے لئے کیا۔

ابھی حالات ہمارے اختیار سے اس قدر باہر نہیں ہوئے کہ ہم اپنی اصلاح نہ کرسکیں۔ پس ہمیں اللہ کی رضا کو سامنے رکھ کر رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے انکی تربیت یافتہ زوجات کو اپنے لئے عملی نمونہ بنا کر سادگی کو اپنا شعار بنانا ہوگا' اَکل حلال کو اپنے روزگار کا مقصد بنانا ہوگا اور اسکے لئے کفایت شعاری اور میانہ روی کے راستے کو منتخب کرنا پڑے گا تاکہ دنیا و آخرت کے ہر محاذ پر کامیابیوں سے ہمکنار ہوسکیں اور ایمان کی ان شرائط کو پورا کر دیں جو کہ عظمت کا سنگ میل ہیں یعنی: "و أنتم الأعلون إن كنتم مؤمنين "(۱۷)

ترجمہ: تم ہی بلند رہو گے اگر تم مؤمن رہے۔

اگر ہم طبقہ خواتین نے اپنی ذمہ داریوں کا احساس کر کے انتہائی سنجیدگی کے ساتھ سادگی' کفایت شعاری اور اکل حلال کے اصولوں پر عمل شروع کر دیا تو کوئی شک نہیں کہ اللہ کے نزدیک ہمیں سرخروئی حاصل ہوسکے' اور ہم ہدایت وکامیابی کی منزلیں اور بلندیاں حاصل کرلیں۔ کیونکہ خود اللہ کا فرمان ہے:

"من عمل صالحاً من ذكر او أنثى وهو مؤمن فلنحيينه حياة طيبة ولنجزينهم أجرهم بأحسن ما كانوا يعملون"(۱۸)

ترجمہ: جو کوئی نیک عمل کرے گا خوہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مؤمن ہو تو ہم اسے ضرور بسر کرائیں گے (دنیا میں) اچھی زندگی اور ہم انھیں (آخرت میں) بدلے میں انکے اعمال سے کہیں بہتر اجر عطا کریں گے۔

الحواشی

۱) القرآن: الاحزاب: ۶۔

۲) مشکاۃ' باب المناقب' التبریزی' دار الفکر' بیروت' لبنان' ۲۰۰۰م۔

۳) سنن أبی داؤد' کتاب اللباس للسجستانی' متن مشکول' تحقیق: العطار' دار الفکر' بیروت' لبنان' ۲۰۰۰م۔

۴) شمائل الترمذی' باب صفۃ خبز رسول اللہ ﷺ' الترمذی أبوعیسی' تحقیق محمد عبدالعزیز الخالدی' منشورات دار الکتب العلمیۃ' بیروت لبنان' ۱۹۹۹م۔

۵) المصدر السابق۔

۶) القرآن: الإسراء: ۳۔

۷) القرآن: الفرقان: ٦۔

۸) صفوۃ الصفوۃ: ۲/۱۴۔

۹) فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر، ۲/ ۲۲۸، دارالفکر، بیروت، لبنان، ۲۰۰۰م۔

۱۰) القرآن: المائدۃ: ۱۰۰۔

۱۱) القرآن: البقرۃ: ۱۷۲۔

۱۲) مشکاۃ المصابیح، باب البیوع، دارالفکر، بیروت، لبنان۔

۱۳) صحیح البخاری، البخاری محمد بن اسماعیل، باب البیوع، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۹م۔

۱۴) صحیح البخاری، البخاری محمد بن اسماعیل، باب البیوع، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۹م۔

۱۵) زوجات النبی ﷺ الطاہرات، الصواف: دارالفکر، بیروت، لبنان، ۲۰۰۰م۔

۱۶) القرآن: الأحزاب: ۲۸و۲۹۔

۱۷) القرآن: آل عمران: ۱۳۹۔

۱۸) القرآن: النحل: ۹۷۔

المصادر والمراجع

۱) القرآن

۲) مشکاۃ، التبریزی، دارالفکر، بیروت، لبنان، ۲۰۰۰م۔

۳) سنن أبی داؤد للسجستانی، متن مشکول، تحقیق: العطار، دارالفکر، بیروت، لبنان، ۲۰۰۰م۔

۴) شمائل الترمذی، الترمذی أبوعیسی، تحقیق محمد عبدالعزیز الخالدی، منشورات دارالکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، ۱۹۹۹م۔

۸) صفوۃ الصفوۃ: دارالفکر، بیروت، لبنان.

۹) فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر، دارالفکر، بیروت، لبنان، ۲۰۰۰م۔

۱۲) مشکاۃ المصابیح، دارالفکر، بیروت، لبنان۔

۱۳) صحیح البخاری، البخاری محمد بن اسماعیل، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۹م۔

۱۴) صحیح البخاری، البخاری محمد بن اسماعیل، باب البیوع، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۹م۔

۱۵) زوجات النبی ﷺ الطاہرات، الصواف: دارالفکر، بیروت، لبنان، ۲۰۰۰م۔

بحث ونظر

(قسط۲)

مولانا مفتی مختار اللہ حقانی
مفتی ومدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

سادات اور بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کی شرعی حیثیت

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ظاہر الروایۃ کے مطابق تو بنو ہاشم اور سادات کو زکوٰۃ یا دیگر صدقات واجبہ دینا جائز نہیں۔ مگر نادر الروایۃ سے پتہ چلتا ہے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جب خمس الخمس جو بنو ہاشم کو زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ کے عوض ملتا تھا منقطع ہوا۔ تو امام اعظم ابوحنیفہؒ نے جواز کا قول فرمایا' اور اس ضرورت وحاجت کو مدنظر رکھتے ہوئے امام طحاویؒ اور دوسرے فقہائے احناف نے اس نادر الروایۃ قول کو ترجیح دی اور ان کے علاوہ بعض فقہا شوافع' حنابلہ اور مالکیہ نے بھی حالات اور ضروریات کے تحت جواز کا فتویٰ دے دیا' جنکا ذکر گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے' اور یہی رائے موجودہ حالات میں بھی قرین قیاس ہے اس لئے لوگ نفلی صدقات تو در کنار فرض زکوٰۃ کی ادائیگی میں بھی لیت ولعل سے کام لیتے ہیں اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے بچنے کے لئے سو بہانے تلاش کرتے ہیں' تو اگر ان حالات میں بھی بنو ہاشم کو صدقات واجبہ دینے کی اجازت نہ دی جائے تو لازماً خاندان پیغمبر ﷺ کے غریب اور محتاج افراد' مالدار اور اصحاب ثروت کے سامنے دست سوال دراز کرتے رہیں گے جو انتہائی ذلت ورسوائی کی بات ہے' اس لئے کہ بنو ہاشم اور سادات ذی شرف واصحاب عز صفا لوگ ہیں۔ ان کی عزت وعصمت کا خیال رکھنا مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہے۔ مگر موجودہ حالات میں مسلمان اپنی مذہبی اور دینی ذمہ داریوں کی تکمیل میں کوتاہی کے شکار ہیں' جس سے لازماً یہ بات سامنے آ چکی ہے کہ بنو ہاشم اور سادات سوال کرنے بلکہ غربت وافلاس کی وجہ سے دین چھوڑنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ تو اگرچہ بنو ہاشم کو زکوٰۃ کے جواز کا قول نادر الروایۃ ہے مگر ضرورت کے تحت اس کو ترجیح دینا کوئی نئی بات نہیں بلکہ فقہ حنفی میں بہت سارے ایسے مسائل موجود ہیں جو بذات خود نادر الروایۃ ہیں مگر ظاہر الروایۃ کے مقابل میں متاخرین فقہاء کرام نے ضرورت وحاجت کے تحت ان کو مفتی بہ قرار دیا ہے بطور نمونہ چند فتاویٰ ملاحظہ ہوں۔

غیر ظاہر الروایۃ مسائل:

(۱) مثلاً ظاہر الروایۃ کے مطابق شفعہ میں طلب اشہاد کے بعد طلب خصومت میں خواہ کتنی ہی تاخیر ہو جائے تو امام ابوحنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کے مذہب کے مطابق شفعہ صحیح ہے۔ اس تاخیر سے شفیع کا حق شفعہ ساقط نہیں ہوتا' جبکہ امام محمدؒ اور امام زفرؒ کے نزدیک طلب خصوصیت میں بلا عذر شرعی ایک مہینہ تاخیر کرنا حق شفعہ کو باطل کر دیتا ہے۔ تو اس مسئلہ

شرعی حیثیت

میں اگر چہ امام محمدؒ امام زفرؒ کا قول غیر ظاہر الروایۃ ہے‘ مگر متاخرین فقہاء کرام نے تغیر احوال الناس کی وجہ سے امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں۔ الفتویٰ الیوم علی قول محمد لتغیر احوال الناس فی قصد الاراویۃ ظہران افتاھم بخلاف ظاھر الروایۃ لتغیر الزمان فلا یرجح ظاھر الروایۃ علیہ (ردالمختار ۶/۲۲۶)

(۲) اسی طرح ظاہر الروایۃ کے مطابق عورت کا ظاہر کف ستر کے حکم میں داخل ہے لیکن ضرورت کی وجہ سے امام قاضی خانؒ نے لکھا ہے کہ ظاہر کف ستر کے حکم میں نہیں علامہ شامیؒ نے شرح منیہ کے حوالہ سے لکھا ہے۔ فکان ھو الاصح وان کان غیر ظاھر الروایۃ (ردالمختار ۱/۳۰۶) یہ زیادہ صحیح ہے اگر چہ یہ روایت غیر ظاہر الروایۃ ہے۔ بلکہ ضرورت کے وقت ضعیف روایت کو بھی مفتی بہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ علامہ ابن نجیمؒ نے البحر الرائق کے باب الحیض میں حیض کے الوان کے متعلق مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ وفی المعراج عن فخر الائمۃ لو افتی مفت بشئی من ھذا الاقوال فی مواضع الضرورۃ طلبا لتیسیر کان حسناً (البحر الرائق ۲/۳۳۵)

کہ المعراج میں فخر الائمہ سے مروی ہے کہ اگر کوئی مفتی ان اقوال میں ضرورت کے وقت کسی قول پر تیسیر (آسانی) کے لئے فتویٰ دے تو یہ اچھا ہے۔ حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیعؒ نے بھی اپنے رسالہ میں اس کو نقل کیا ہے۔ چنانچہ وہاں ملاحظہ ہو (جواہر الفقہ: ۱/۱۶۴)

اور یہی اصول مفتی محمد سلیمان منصور پوری مدظلہ نے بھی لکھے ہیں کہ حنفیہ کے نزدیک ضعیف قول پر عمل کی ممانعت ایسے وقت میں ہے جبکہ ہوائے نفس کی بنیاد پر ضعیف کو اختیار کیا جارہا ہو اس کے برخلاف اگر واقعی ضرورت متقاضی ہو تو حنفیہ بھی ضعیف قول پر عمل کرنے سے منع نہیں کرتے (فتویٰ نویسی کے رہنما اصول۔ ص۔ ۲۱۸)

ضرورت کے تحت ضعیف قول پر عمل کی مثالیں:

(۱) ذخائر فقہ میں اس کی بہت مثالیں موجود ہیں مثلاً طرفین کے نزدیک اگر منی اپنی اصل جگہ سے شہوت کے ساتھ ہٹ جائے تو منی کے باہر آتے ہی غسل واجب ہوجاتا ہے۔ خواہ شرمگاہ سے باہر نکلتے وقت شہوت ہو یا نہ ہو اور حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر شرمگاہ سے نکلتے وقت شہوت نہ ہو تو غسل واجب نہ ہوگا‘ اگر چہ منی اصل جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی ہو۔ اس مسئلہ میں طرفین کا قول ظاہر مذہب ہے اور امام ابو یوسفؒ کی رائے ضعیف ہے لیکن اگر کوئی مسافر ہو یا کوئی کسی جگہ مہمان ہو اور غسل جنابت کرنے میں اسے شرم آتی ہو اور اس پر تہمت لگنے کا اندیشہ ہو تو حضرات فقہاء نے ایسے لوگوں کے لئے اجازت دی ہے کہ اگر وہ انزال کے وقت عضو مخصوص کو پکڑ لیں

اور منی نہ نکلنے دیں اور شہوت بالکل ختم ہو جائے اگر اس کے بعد منی کا خروج ہو جائے تو امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق اس پر غسل ضروری نہ ہوگا۔ حالانکہ یہ حکم ظاہر مذہب کے خلاف ہے' لیکن ضرورتاً اسے مفتی بہ بنا دیا گیا ہے (فتویٰ نویسی کے رہنما اصول ۲۱۸)

اسی طرح کی اور بھی مثالیں ذخائر فقہ میں موجود ہیں' جہاں ضرورت کے تحت ضعیف قول پر فتویٰ دیا گیا ہے' چنانچہ مفتی محمد سلیمان منصور پوری مدظلہ نے ان میں سے بعض کا ذکر کیا ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ ان مثالوں سے واضح ہوگیا کہ ضرورت مند شخص کو ضعیف قول پر عمل کرنے کی فی الجملہ اجازت ہے اور مفتی بھی ایسے شخص کے لئے ضعیف قول پر فتویٰ دے سکتا ہے۔ (فتویٰ نویسی کے رہنما اصول ص ۲۲۲)

مذہب غیر پر فتویٰ اور اس کی مثالیں: بلکہ عموم بلوٰی اور ضرورت کی وجہ سے کسی بھی مذہب پر فتوی دیا جا سکتا ہے' جس میں سہولت اور آسانی ہو بلکہ ضرورت کی وجہ سے فاسد اور باطل معاملات کو بھی جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس وجہ سے زمانہ حال میں بہت سارے معاملات ایسے ہیں جو بذات خود فاسد یا باطل ہیں مگر عموم بلوٰی کی وجہ فقہاء کرام نے ان کو جائز قرار دیا ہے جیسا کہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ نے لکھا ہے:

(بعد فقال العبد الضعيف محمد المدعو بالشفيع الديوبندي كان الله له ان في ايامنا هذه قد شاعت المعاملات الفاسدة و الباطلة في التجارات و الاجارات و عمت بها البلوى ومشائخ الائمة الاربعة متفقون على هذا العمل و الفتوىٰ عند البلوىٰ و الاضطرار العام على مذهب من مذاهب الفقهاء المجتهدين يوجد فيه الرخصة و السهولة (جواہر الفقہ ۱۵۸)

میں عبد الضعیف محمد شفیع الدیوبندی کان اللہ کہتا ہے کہ ہمارے زمانے میں تجارت اور اجارہ کے اندر بہت سارے فاسد اور باطل معاملات رائج ہیں اور یہ ایک عموم بلوٰی بن چکا ہے۔ مشائخ ائمہ مذاہب اربعہ اس بات پر متفق ہیں کہ حالت اضطرار اور عموم بلوٰی کے وقت مذہب کسی بھی مذہب پر عمل کرنا یا فتویٰ دینا جائز ہے جسمیں آسانی ہو سہولت موجود ہو جیسا کہ علماء احناف نے مفقود الخبر میں مالکیہ کے مذہب کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے۔

ضرورت کے تحت غیر مفتی بہ قول پر فتویٰ: اور اسی ضرورت کے تحت مفتی بہ قول کے بجائے' غیر مفتی بہ قول پر فتوی دیا جا سکتا ہے ذخائر فقہ میں اس کی بھی مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً الکوحل ایک قسم کی شراب ہے' فقہ حنفی کے مفتی بہ قول کے مطابق ہر قسم کی شراب چاہے کسی بھی شے سے بنی ہوئی ہو نجس اور حرام ہے' مگر موجودہ دور میں الکوحل کئی قسم کی ادویات اور عطریات میں استعمال ہوتا ہے۔ اور آج کل ان عطریات اور ادویات کا استعمال عموم بلوٰی کی صورت اختیار کر چکی ہے تو اس ضرورت کے تحت ہمارے متاخرین فقہاء کرام نے الکوحل ملی ادویات' عطر اور اسپرٹ کے

استعمال کو جائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

سوال: انگریزی دوا جو پینے کی ہوتی ہے اس میں عموماً اسپرٹ ملائی جاتی ہے' یہ ایک قسم ہے' اعلیٰ درجہ کی شراب کی' یعنی شراب کاسٹ ہے کہ جب اس امر کا یقین ہو چکا اور مسلم ہے تو انگریزی (ہسپتال) کی دوا پینا جائز ہے

الجواب: اسپرٹ اگر عنب' زبیب' رطب اور تمر (کھجور) سے حاصل نہ کی گئی ہو تو اس میں گنجائش ہے' للاختلاف ورنہ گنجائش نہیں للاتفاق (امداد الفتاویٰ ۸۲/۱)

اور شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ لکھتے ہیں: وبهذا يتبين حكم الكوحل المسكرة التي عمت بها البلوى اليوم فانها تستعمل في كثير من الادوية والعطور والمركبات الاخرى فانها ان اتخذت من العنب او التمر فلاسبيل الى حلها و طهارتها وان اتخذت من غيرهما فالامر فيها سهل على مذهب ابي حنيفة ولا يحرم استعمالها للتداوي اولا غراض مباحة أخرى مالم تبلغ حد الاسكار ولايحكم بنجاستها أخذاً لقول أبي حنيفة وان معظم الكوحل التي تستعمل اليوم في الادوية والعطور وغيرها لاتتخذمن العنب او التمربل تتخذ تتغد من الحبوب او القشور ا والبترول وغيرهم كما ذكرنا في باب بيع الخمر من كتاب البيوع وحينئذ هناك فسحة في الاخذ بقول ابي حنيفة عند عموم البلوى (تکملۃ فتح الملہم ۶۰۸/۳)

اس سے ان نشہ آور الکحل کا حکم بھی واضح ہوا' جو آج کل عموماً استعمال ہوتا ہے' اس قسم کا الکحل بہت سارے ادویات' عطریات اور دیگر مرکبات میں استعمال کیا جاتا ہے تو اگر یہ الکحل انگور یا کھجور سے بنا ہوا ہو تو پھر تو ان کی حلت اور طہارت کے لئے کوئی راستہ نہیں لیکن اگر یہ الکحل ان دونوں اشیاء کے علاوہ دیگر اشیاء سے بنی ہوئی ہو تو پھر اس میں امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کے مطابق قدر آسانی ہے کہ جب تک وہ الکحل حد اسکار (نشہ) تک نہ پہنچے تو دوائی کے طور پر اور اسی طرح دیگر جائز اغراض میں اس کا استعمال حرام نہیں۔ اور نہ اس پر نجاست کا حکم لگایا جائے گا۔ آج کل جو الکحل ادویات' عطریات اور دیگر اشیاء میں استعمال ہوتی ہے وہ انگور اور کھجور سے بنی ہوئی نہیں بلکہ پیڑول' میوہ جات اور دیگر اشیاء سے بنی ہوتی ہے' جیسا کہ ہم نے باب بیع الخمر میں بیان کیا ہے' تو اس وقت عموم بلویٰ کی وجہ سے امام ابو حنیفہؒ کے قول کو لینے میں آسانی ہے۔ تو جس طرح اس مسئلہ میں ضرورت اور عموم بلویٰ کے تحت غیر مفتی بہ قول کو مفتی بہ قرار دیا گیا' اور ضرورت و حاجت کے تحت ضعیف' نادر الروایۃ اور غیر مذہب پر فتویٰ دیا گیا

اسی طرح چونکہ یہاں بھی شدید ضرورت موجود ہے اس لئے کہ لوگ زکوٰۃ سے بچنے کیلئے سو بہانے بناتے ہیں تو نفل صدقات نہ ہونے اور دوسری طرف خمس الخمس ہونے کی وجہ سے غریب سادات اور بنو ہاشم اپنی ضرورت کی تکمیل کیلئے کبھی دوسروں کے سامنے دستِ سوال پھیلانے کی ذلت و رسوائی کا سامنا کرتے رہیں گے' اور کبھی وہ فرق

باطلہ کا لقمہ بنتے رہینگے۔ حالانکہ سادات اور بنو ہاشم کو ذلت اور رسوائی سے بچانے اور ان کی عزت وعصمت کو برقرار رکھنے کیلئے زکوٰۃ حرام کی گئی ہے۔ اور اُسی کے عوض ان کیلئے مال غنیمت اور مال فی کے خمس سے پانچواں (۱/۵) حصہ مقرر کیا گیا تھا' جیسا کہ ہدایہ میں لایدفع الی بنی هاشم لقوله عليه السلام يا بني هاشم ان الله حرّم عليكم غسالة الناس و اوساخهم وعوضكم منها بنجس الخمس (الهدایۃ علی صدر البنایۃ ۴/۲۰۴) کہ بنی ہاشم کو زکوٰۃ نہیں دی جائے گی' اسلئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بنی ہاشم بیشک اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر لوگوں کے میل وکچیل کو حرام کیا ہے' اور اسکے عوض تمہارے لئے خمس کا پانچواں حصہ مقرر فرمایا ہے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ قال رسول الله ﷺ انه لايحل لكم اهل البيت من الصدقات شئي انما هي غسالة الايدي وان لكم خمس الخمس لما يغنيكم (البنایۃ ۴/۲۰۴) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اہل بیت بیشک تمہارے لئے صدقات میں سے کوئی بھی چیز حلال نہیں' تمہارے لئے خمس الخمس ہے جو تمہارے لئے کافی ہوگا۔

جبکہ آج کل بلکہ زمانہ قدیم سے خمس الخمس کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ حالانکہ زکوٰۃ لینے کی ذلت سوال اور گداگری کی ذلت سے اھون اور اسہل ہے۔ اس لئے اگر ان کو زکوٰۃ کی اجازت نہ دی جائے تو اسی طرح بنو ہاشم کو ذلت ورسوائی' گمراہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حالانکہ مسلمان اہل بیت اور خاندان رسول ﷺ کی عزت وعظمت پر مامور ہے' اور اجازت نہ دینے کی صورت میں مسلمانوں کے ہاتھوں وہ ذلیل وخوار ہو جائیں گے۔ ان کی عزت وعصمت اور خاندانی شرافت بالکل تہس نہس ہو جائے گی۔ اس لئے حالات ضروریات اور اس کے تقاضے اس امر کے متقاضی ہیں کہ اس غیر ظاہر الروایۃ کو ترجیح دے کر مفتی بہ قرار دیا جائے اور پھر یہاں پر تو امام ابو جعفر طحاویؒ اور امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کے ترجیحی کلمات بھی موجود ہیں۔

امام محمدؒ درجہ اجتہاد مطلقہ پر فائز شخصیت ہیں اور امام ابو جعفر طحاویؒ طبقہ دوم مجتہدین فی المذھب میں شمار کئے جاتے ہیں اگر چہ علامہ کمال پاشا نے غلطی سے آپ کو طبقہ سوم مجتہدین فی المسائل میں ذکر کیا ہے۔ مگر ہیں وہ طبقہ دوم کے مجتھد انکے علاوہ محدث العصر علامہ انور شاہ صاحب کی ترجیحی کی مزید تائید اور دیگر علماء محققین کے فتویٰ نے تو بالکل راہ ہموار کر لی ہے اور کسی بھی شک وشبہ کی بھی گنجائش نہیں چھوڑی۔

قواعد واصول کے جواز کو ترجیح: اس کے علاوہ اس امر کی اجازت ہمیں فقہاء کرام کے کئی مقرر قواعد اور اصول سے بھی ملتی ہیں مثلاً فقہاء کرام نے یہ قاعدہ اور اصول مقرر کیا ہے کہ الامر اذا ضاق اتسع يعني اذا ظهر مشقتة في امر يرخص فيه ويوسع (معين القضاة والمفتين ص ۵)

کہ جب کسی امر میں تنگی ہو جائے تو اس میں وسعت لانا پڑے گی۔ یعنی جب کسی امر میں تنگی اور مشقت محسوس ہو جائے تو

اس میں رخصت اور وسعت کرنا ہوگا۔اور یہاں پر بھی موجودہ حالات کے تناظر میں عدم جواز میں دقت ضیق اور تنگی واقع ہوچکی ہے اور یہ ایسی تنگی ہے جو وسعت کی طلبگار ہے' اسی طرح الضرر یزال (معین القضاۃ' ص ٦) ضرر کو زائل کیا جائے گا۔اور الضروریات تبیح المحظورات۔ (معین القضاۃ) ضروریات حرام چیزوں کو حلال (مباح) کر دیتے ہیں اور یہاں پر بھی عدم جواز کی ترجیح میں ضرر ہے جس کو زائل کرنا ضرور ہوگیا ہے۔اور بسا اوقات سادات پر ایسے حالات بھی آجاتے ہیں جن کے لئے حرام اشیاء بھی حلال ہوجاتے اور ویسے بھی حاجت ضرورت کے برابر ہوتا ہے۔فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ الحاجۃ ینزل منزلۃ الضرورۃ عامۃ اوخاصۃ (معین القضاۃ ص٦) اسی طرح فقہاء کرام نے ایک اصول مقرر کیا ہے کہ الضرر الاشد یزال بالضرر الاخف (معین القضاۃ' ص٦) کہ بڑے ضرر کو چھوٹے ضرر سے زائل کیا جائے گا۔چونکہ سادات اور بنو ہاشم کیلئے دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرنا ضرر عظیم ہے اسلئے اس ضرر کو اخذ زکوٰۃ جو اوساخ الناس ہیں' ضرر اخف سے زائل کرنا اور ختم کرنا مناسب رہے گا۔

اسی طرح درء المفاسد اولی من جلب المنافع (معین القضاۃ ص٦) کہ مفاسد کو ختم کرنا ان کو دور کرنا زیادہ بہتر ہے منافع پانے سے' چونکہ یہاں پر بھی بنو ہاشم کو خمس الخمس نہ ملنے اور زکوٰۃ کے عدم جواز سے کئی مفاسد کا سامنا ہے۔جو مشاہدات میں آچکے ہیں۔اس لئے اوساخ الناس سے بچنے کی بجائے ان مفاسد سے بچانا زیادہ اولی اور بہتر ہے تو مذکورہ قواعد واصول بھی جواز کے قول کو ترجیح دینے کی راہ ہموار کرتے ہیں۔

متاخرین علماء محققین کے فتاویٰ: اسی لئے اس ضرورت اور زمانہ کے بدلتے ہوئے حالات اور اس کے تقاضوں اور اس مجبوری کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض متاخرین علماء محققین نے بھی جواز کو راجح قرار دیا ہے' چنانچہ ان میں سے بعض علماء کرام کے فتاویٰ' آراء اور اقوال ملاحظہ ہوں:

محدث العصر حضرت شاہ محمد انورشاہ صاحب کشمیریؒ کا فتویٰ: محقق دوران' محدث العصر حضرت العلامہ مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے زمانہ حال کے ضرورت' حاجت اور سادات کو لوگوں کے سامنے دست سوال پھیلانے کی ذلت سے بچانے کیلئے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔چنانچہ فیض الباری میں فرماتے ہیں: قلت: واخذ الزکاۃ عندی أسھل من السوال فافتی بہ ایضاً (فیض الباری ۵۲/۳) میں کہتا ہوں کہ زکوٰۃ لینا میرے نزدیک سادات کیلئے سوال کرنے سے زیادہ آسان ہے تو میں بھی اس پر فتویٰ دیتا ہوں کہ سادات کیلئے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ اور اپنے ملفوظات میں تفصیل کے ساتھ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک سید کو زکوٰۃ کا مال لینا سوال کرنے سے بہتر ہے امام رازیؒ وطحاویؒ بروایت امام ابی حنیفہؒ قائل جواز ہوئے ہیں اور امام رازیؒ کو فقہ فی النفس کا درجہ حاصل ہے اس لئے میں جواز کا فتویٰ دیتا ہوں (ملفوظات محدث العصر ٢٦٦) .... (جاری ہے)

بحث ونظر

مولانا ڈاکٹر اکرام اللہ جان قاسمی

(قسط ۱)

اسلام...... مذہب رواداری یا دہشت گردی و انتہا پسندی؟!

مذہبی انتہا پسندی (Religious Extremism) کا مفہوم

انتہا پسندی میں انتہاء عربی جبکہ پسندی فارسی لفظ ہے جس کے معنی کسی کام کی انتہاء کو چاہنے کے ہیں اور یہ اعتدال پسندی کی ضد ہے۔ (۱)

جدید عربی میں اس کے ہم معنی الفاظ تصلُّب اور تطرُّف ہیں (۲) لوئس معلوف کی مشہور عربی لغت "المنجد" نے ان لفظوں کی تشریح اس طرح کی ہے

تصلّب کے معنی ہیں صَارَ صُلْباً فلاں صلب یعنی شدید اور سخت ہوگیا۔ کہا جاتا ہے ھو صَلْبٌ فِیْ دِیْنِه یعنی وہ اپنے دین میں پکا ہوگیا۔ اور راعٍ صَلْبُ العصا سخت لاٹھی والا چرواہا (کہا جاتا ہے) اذا کان یعْنفُ الابل جب کوئی اونٹ وغیرہ چرانے میں سختی سے کام لے۔

تطرّف : جاوز حدّ الاعتدال فلاں حدّ اعتدال سے تجاوز کر گیا۔ ومنه تطرّف فِیْ آرائه ای جاوزِ حدّ الاعتدال فیها فلاں نے اپنے خیالات میں حد اعتدال سے تجاوز کیا۔

الطّرْفُ مُنْتَهی کُلّ شَیْ ءٍ طرف کے معنی ہر چیز کے انتہائی سرے کے ہیں۔ (۳)

عربی کی مشہور لغت "المعجم الوسیط" نے بھی تصلّب کے معنی تشدد، طاقتور بننے اور سختی و درشتی کے بیان کئے ہیں۔ (۴)

اسی تطرُّف لفظ کے انگریزی معنی مشہور عربی انگریزی لغت "المورد" نے یوں بیان کئے ہیں۔

تطرُّف = Extremism, radicalism, extravagance, excess(iveness), immoderation, intemperateness, going to extremes. (5)

ڈائریکٹر مرکز تحقیق اسلامی، پشاور

اس کے علاوہ The Oxford English Dictionary اور Dictionary of the English Language میں Extremism اور Extreme کی مندرجہ ذیل تعریف و توضیح کی گئی ہے۔

EXTREMISM = Tendency to be extreme, disposition to go to extremes, to look at a problem with a specific angle, distinctively a superlative signification.

EXTREME = Most in any direction; outermost or farthest: the extreme edge of the field. Being in or attaining the greatest degree; very intense. Extending far beyond the norm. Of the greatest severity;drastic. Archaic. Final; last. (6)

قدیم اور فصیح عربی میں انتہا پسندی کیلئے غُلُوّ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ عربی اردو کی مشہور لغت ''المنجد'' میں غلو کے معنی لکھے ہیں۔ تیر کو انتہائی دور تک پھینکنا۔ کسی کام میں مبالغہ کرنا۔ کسی چیز کی قیمت کا چڑھنا یا کسی چیز کو مہنگی قیمت پر خریدنا۔ (۷) ابن منظور افریقی نے بھی لسان العرب میں غلو کے معنی حد سے تجاوز کرنے کے بیان کئے ہیں۔ (۸)

انتہاء پسندی کو مذہب کی طرف منسوب کرنے سے اس کا مفہوم مندرجہ ذیل ہوگا۔

☆ کسی مذہب کا ایسے اصول و مبادی پر مشتمل ہونا جو انتہاء پسندانہ اور انسانی شرف کو پامال کرنے والے ہوں یا انسانی طاقت سے ان کی بجا آوری باہر ہو۔ جیسے ہندو مت میں دھرم (مذہب) کے مخالفوں کو زندہ آگ میں جلانا۔ ان کو تڑپا تڑپا کر ختم کرنا' ان کا بند بند کاٹ دینا۔ یہودیت میں کسی قوم پر فتح پالینے کے بعد ان کے کسی ذی نفس کو جیتا نہ چھوڑنا۔ عورتوں' بچوں' بوڑھوں کو قتل کر کے تمام شہر کو غارت کرنا اور آبادی کو آگ لگا دینا۔ عیسائیت میں گناہ کرنے کی صورت میں اپنے ہاتھ' پاؤں وغیرہ کاٹ دینا اور اپنے سب مال و منال کو خیرات کر کے تجرد کی زندگی بسر کرنا۔ (تفصیل مع حوالہ جات کے آرہی ہے)

☆ مذہبی انتہا پسندی کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی مذہب فی نفسہ تو انتہاء پسندانہ احکام سے پاک ہو مگر اس کے پیروکار مفہوم کا صحیح تعین نہ کر سکنے کے باعث غلو اور حد سے تجاوز کے شکار ہوں۔ جیسے تین صحابہ کرامؓ نے روزانہ روزہ رکھنے' رات بھر نماز پڑھنے اور زندگی بھر شادی نہ کرنے کا تہیہ کیا مگر آنحضرت ﷺ نے انہیں اس سے روک کر اپنے اُسوہ پر عمل کرنے کی تلقین کی (تفصیل آئندہ اوراق میں آرہی ہے)

☆ یہ بھی مذہبی انتہاء پسندی کی ایک صورت ہے کہ مذہب کا کوئی فرد یا گروہ محض اپنے آپ کو حق پر سمجھے اور اپنے سوا تمام لوگوں کو کافر' گمراہ یا غلط راستے پر گامزن سمجھے۔

☆ مذہبی انتہاء پسندی کی ایک انتہائی صورت یہ ہے کہ کوئی فرد یا گروہ اپنے نظریات کے مخالف کو واجب القتل قرار دے اور ہر جائز و ناجائز طریقے سے ان کے ختم کرنے کو ثواب اور جہاد بتائے۔ چاہے اس میں بے گناہ افراد بھی موت

کی بھینٹ چڑھ جائیں۔

مذہبی انتہاء پسندی (Religious Extremism) کے الفاظ نئے نہیں' پرانے ہیں تاہم اس کو جدید مفہوم کا جامہ مغرب نے پہنایا ہے اور مغربی میڈیا جس کا زمامِ کار یہود ونصاریٰ کے ہاتھوں میں ہے نے مسلمانوں ہی کو انتہاء پسند(Extremist) 'بنیاد پرست (Fundamentalist) 'جنونی (Fanatics) اور دہشت گرد (Terrorist) قرار دیکر شب وروز ایک طوفان بدتمیزی برپا کئے ہوئے ہیں۔

اسلام عدل ومساوات پر مبنی اعتدال پسند مذہب ہے جس کو یہ امتیاز وخصوصیت حاصل ہے کہ اس نے سابقہ تمام ادیان ومذاہب کے انتہاء پسندانہ اصول واحکام کی بیخ کنی کر کے لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ .... لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ اور خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا کے بلند پایہ اصول واحکام پر اپنی مذہبی بنیاد قائم کی ہے۔ چنانچہ اسلام کے اعتدال پسندانہ اصول واحکام کو رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات اور اسوۂ مبارکہ کی روشنی میں پیش کرنے سے قبل ضروری ہے کہ دیگر مشہور مذاہب وادیان کے انتہاء پسندانہ اصول واحکام پر بھی ایک تقابلی نگاہ ڈالیں۔

بائیبل (توراۃ) میں یہودیت کے انتہاء پسندانہ احکام

دشمنوں کے ساتھ سلوک

☆ اور جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضہ میں کر دے تو تو وہاں کے ہر مرد کو تلوار سے قتل کر ڈالنا۔۔۔پر ان قوموں کے شہروں میں جن کو خداوند تیرا خدا میراث کے طور پر تجھ کو دیتا ہے کسی ذی نفس کو جیتا نہ بچا رکھنا(۹)

☆ ان علاقوں کے پھل دار درخت اپنے لئے چھوڑ دو اور بے پھل کے درخت کاٹ کر اڑا دو (۱۰)

☆ اور جیسا خداوند نے موسیٰ کو حکم دیا تھا اس کے مطابق انہوں نے مدیانیوں سے جنگ کی اور سب مردوں کو قتل کیا ۔۔۔ اور بنی اسرائیل نے مِدیان کی عورتوں اور ان کے بچوں کو اسیر کیا۔ اور ان کے چوپائے اور بھیڑ بکریاں اور مال واسباب سب کچھ لوٹ لیا اور ان کی سکونت گاہوں کے سب شہروں کو جن میں وہ رہتے تھے اور ان کی سب چھاؤنیوں کو آگ سے پھونک دیا۔(۱۱)

☆ ان بچوں میں جتنے لڑکے ہیں سب کو مار ڈالو اور جتنی عورتیں مرد کا منہ دیکھ چکی ہیں ان کو قتل کر ڈالو لیکن ان لڑکیوں کو جو مرد سے واقف نہیں اور اچھوتی ہیں اپنے لئے زندہ رکھو۔(۱۲)

☆ خداوند نے ساول کو حکم دیا" سو اب تو جا اور عمالیق کو مار اور جو کچھ ان کا ہے سب کو بالکل نابود کر دے اور ان پر رحم مت کر بلکہ مرد اور عورت' ننھے بچے اور شیر خوار گائے بیل اور بھیڑ بکریاں' اونٹ اور گدھے سب کو قتل کر ڈال (۱۳)

ہم مذہبوں کیلئے انتہا پسندانہ احکام

☆ یہودیت کو چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنے والوں کے بارے میں کہا گیا ہے۔

" تو اس شہر کے باشندوں کو تلوار سے ضرور قتل کر ڈالنا اور وہاں کا سب کچھ اور چوپائے وغیرہ تلوار ہی سے نیست و نابود کر دینا اور وہاں کی ساری لوٹ کو چوک کے بیچ جمع کر کے اس شہر کو اور وہاں کی لوٹ کا تنکا تنکا خداوند اپنے خدا کے حضور آگ سے جلا دینا اور وہ ہمیشہ کو ایک ڈھیر سا پڑا رہے اور پھر کبھی بنایا نہ جائے (۱۴)

☆ جو شخص کاہن (مذہبی پیشوا) یا قاضی کی بات نہ مانے وہ قتل کر دیا جائے۔(۱۵)

☆ ماں باپ کے نافرمان کو سنگسار کیا جائے۔(۱۶)

☆ قصاصاً قتل ہونے والا شخص ملعون اور ناپاک ہوتا ہے۔(۱۷)

☆ اگر لڑکی شادی سے پہلے بدکاری کرے تو شادی کے بعد معلوم ہونے پر سنگسار کی جائے ۔۔۔۔ مرد اور شادی شدہ عورت زنا کریں تو دونوں کو قتل کیا جائے ۔۔۔۔ اگر مرد اور کنواری لڑکی شہر میں زنا کریں تو سنگسار کئے جائیں ۔۔۔۔ اور ویراں جگہ میں کریں تو صرف مرد کو مار ڈالا جائے۔(۱۸)

☆ اگر کسی آدمی کو کوئی کنواری لڑکی مل جائے جس کی نسبت نہ ہوئی ہو اور وہ اسے پکڑ کر اس سے صحبت کرے اور دونوں پکڑے جاویں۔ تو وہ مرد جس نے اس سے صحبت کی ہو لڑکی کے باپ کو چاندی کے پچاس مثقال دے اور وہ لڑکی اس کی بیوی بنے کیونکہ اس نے اسے بے حرمت کیا اور وہ اسے اپنی زندگی بھر طلاق نہ دینے پائے۔(۱۹)

☆ عورت کسی بری حرکت کے باعث پسند نہ آئے تو طلاق دے کر گھر سے نکال دی جائے۔(۲۰)

☆ جو کوئی اپنے باپ یا اپنی ماں کو مارے وہ قطعی جان سے مار ڈالا جائے۔ اور جو کوئی کسی آدمی کو چرائے وہ قطعی مار ڈالا جائے۔ اور جو اپنے باپ یا اپنی ماں پر لعنت کرے وہ قطعی مار ڈالا جائے۔(۲)

☆ غیر اللہ کے نام پر قربانی دینے والے کو قتل کیا جائے۔(۲۲)

☆ جو کوئی سبت (ہفتہ) کے دن کام کرے اسے مار ڈالا جائے۔(۲۳)

☆ لڑکی سے بدکاری کرنے والا بری' جانور سے بدکاری کرنے والا سنگسار کیا جائے۔(۲۴)

☆ اگر کاہن (مذہبی پیشوا) کی بیٹی بدکاری کرے تو اسے آگ میں جلا ڈالا جائے۔(۲۵)

☆ جو کوئی کسی کی لاش کو چھوئے وہ سات دن تک ناپاک رہیگا۔۔۔۔ اگر کوئی آدمی کسی گھر میں مر جائے تو اس گھر کے رہنے والے اور وہاں جانے والے سات دن تک ناپاک رہیں گے۔ ان کے عبادت گاہ میں داخل ہونے سے عبادت گاہ بھی ناپاک ہو جائے گی۔(۲۶)

انجیل کی رو سے عیسائیت کے خلاف عقل اور انتہا پسندانہ احکام

☆ اور جو کوئی ان چھوٹوں میں سے جو مجھ پر ایمان لائے ہیں کسی کو ٹھوکر کھلائے اس کیلئے یہ بہتر ہے کہ ایک بڑی چکی کا پاٹ اس کے گلے میں لٹکایا جائے اور وہ سمندر میں پھینک دیا جائے۔ اور اگر تیرا ہاتھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسے کاٹ

ڈال۔۔۔اور اگر تیرا پاؤں تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسے کاٹ ڈال ۔۔۔۔۔اور اگر تیری آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسے نکال ڈال۔ (۲۷)

☆ مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑا دیا (۲۸) کیونکہ جسے پھانسی ملتی ہے وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے (۲۹)

☆ یہ نہ سمجھو کہ میں (عیسیٰ) زمین پر صلح کرانے آیا ہوں۔ صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلوانے آیا ہوں۔ کیونکہ میں اس لئے آیا ہوں کہ آدمی کو اس کے باپ سے اور بیٹی کو اس کی ماں سے اور بہو کو اس کی ساس سے جدا کر دوں۔ اور آدمی کے دشمن اس کے گھر ہی کے لوگ ہوں گے۔ (۳۰)

☆ میں زمین پر آگ بھڑکانے آیا ہوں اور اگر لگ چکی ہوتی تو میں کیا ہی خوش ہوتا۔ (۳۱)

☆ اور جب وہ (عیسیٰ) بھیڑ سے یہ کہہ رہا تھا اس وقت اس کی ماں اور بھائی باہر کھڑے تھے۔ اور اس سے بات کرنا چاہتے تھے کسی نے اس سے کہا دیکھ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں اور تجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس نے خبر دینے والے کو جواب میں کہا ۔کون ہے میری ماں اور کون ہے میرا بھائی؟ اور اپنے شاگردوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا دیکھو میری ماں اور میرے بھائی یہ ہیں کیونکہ جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلے وہی میرا بھائی اور میری بہن اور ماں ہے۔ (۳۲)

☆ گر کوئی میرے پاس آئے اور اپنے باپ اور ماں اور بیوی بچوں اور بھائیوں بہنوں بلکہ اپنی جان سے بھی دشمنی نہ کرے تو میرا شاگرد نہیں ہو سکتا (۳۳)

☆ عیسیٰ نہ صرف خود شراب پیا کرتا تھا بلکہ معجزہ کے ذریعہ پانی سے شراب بنایا کرتا تھا۔ (۳۴)

☆ مریم نامی ایک بدچلن عورت عیسیٰ کی خدمت کرتی اور عیسیٰ اس سے محبت رکھتا تھا۔ (۳۵)

☆ عیسیٰ ان لوگوں کے پاس بیٹھ کر کھانا کھاتا جن کی کمائی حرام کی ہوتی تھی۔ (۳۶)

☆ عیسیٰ گندے ہاتھوں سے کھانا کھایا کرتے تھے۔ (۳۷)

☆ عیسیٰ نے اپنے لئے گدھا کسی سے زبردستی حاصل کیا تھا۔ (۳۸)

☆ عیسی اپنی نبوت کو چھپاتے پھرتے تھے۔ (۳۹)

☆ عیسیٰ لوگوں کے گناہ معاف کرتا تھا (۴۰) اس نے اپنے شاگردوں کو بھی گناہوں کی معافی کا اختیار دیا تھا (۴۱)

☆ عیسیٰ کے صحابہ میں سے بارہ خصوصی شاگرد تھے۔ ان میں سے ایک یہوداہ اسکریوتی نے عیسیٰ کو تیس روپے کے عوض یہود کے ہاتھوں پھانسی کیلئے گرفتار کروایا (۴۲)۔ یہوداہ اسکریوتی میں شیطان سمایا ہوا تھا (۴۳) مسیح کے تمام شاگردوں (صحابہ) میں رائی کے دانے کے برابر ایمان نہیں تھا۔ (۴۴)

ہندومت کے ظالمانہ احکام

دشمنوں سے سلوک

☆ دھرم (مذہب) کے مخالفوں کو زندہ آگ میں جلادو۔ (۴۵)

☆ دشمنوں کے کھیتوں کو اجاڑ دو یعنی گائے بیل بکری اور لوگوں کو بھوکا مار کر ہلاک کرو۔ (۴۶)

☆ اپنے مخالفوں کو درندوں سے پھڑ واڈالو (۴۷)

☆ ان کو سمندر میں غرق کرو۔ (۴۸)

☆ جس طرح بلی چوہے کو تڑپا تڑپا کر مارتی ہے اس طرح ان کو تڑپا کر مارو۔ (۴۹)

☆ مخالفوں کا جوڑ جوڑ اور بند بند کاٹ دیا جائے۔ (۵۰)

☆ ان کو پاؤں کے نیچے کچل دو اور ان پر رحم نہ کرو۔ (۵۱)

عورتوں سے متعلق احکام

☆ عورتوں کے ساتھ محبت نہیں ہوسکتی۔ عورتوں کے دل فی الحقیقت بھیڑیوں کے بھٹ ہیں۔ (۵۲)

☆ لڑکی باپ کی جائیداد کی وارث نہیں۔ (۵۳)

☆ مذکر اولاد نہ ہوتے ہوئے بھی بیٹی وارث نہیں بلکہ متبنّٰی جو غیر کا بیٹا ہوتا ہے وارث ہوتا ہے۔ (۵۴)

☆ نکاح ثانی کی ممانعت ہے۔ (۵۵)

☆ خلع کی ممانعت ہے خواہ خاوند کیسا ہی بے رحم' ظالم' دائم المریض ہو' مگر عورت کو اس سے علیٰحدہ ہونے کی اجازت نہیں۔ (۵۶)

☆ عورتوں کا وجود صرف اس لئے ہے کہ بچے دیں ان کی پرورش کریں اور ہر روز خانہ داری کے کام میں مصروف رہیں (۵۷)

☆ کسی لڑکی یا نوجوان عورت یا بوڑھی عورت کو کبھی گھر میں بھی کام اپنے اختیار سے نہیں کرنا چاہیئے۔ بچپن میں عورت کو باپ کا تابع رہنا چاہیئے اور جوانی میں شوہر یا بیٹوں کا۔ اگر وہ انہیں چھوڑ کر چلی جائے تو اپنے اور اپنے شوہر دونوں کے خاندان پر بدنامی کا دھبہ ڈالے گی۔ (۵۸)

☆ عورتوں کیلئے مذہبی تعلیم کی ممانعت ہے۔ (۵۹)

☆ مرد اور عورت دونوں کیلئے نجات کے راستے جدا جدا ہیں۔ مرد اپنے بل بوتے پر نجات حاصل کرسکتا ہے۔ مگر عورت کی نجات خاوند پر مرِ مٹنے میں ہے۔ وہ براہِ راست خدا سے نجات حاصل نہیں کرسکتی۔ (۶۰)

☆ عورت اور شودر دونوں گناہ کے قالب ہیں۔ (۶۱)　　(جاری ہے)

ادارہ

تعزیتی مکتوبات

حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی' ناظم اعلیٰ ندوۃ العلماء صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ لکھنو انڈیا

برادرِ گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب دام ظلکم وزاد مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوگا' ماہنامہ ''الحق'' کے ذریعہ اہلیہ صاحبہ کے انتقال کی خبر سے صدمہ پہونچا۔ یقیناً یہ حادثہ آپ کے لئے اور آپ کے کنبہ کے لئے ایک بڑا سانحہ ہے' ملی وملکی مصروفیات میں ان کے تعاون سے آپ کو سہولت اور تقویت ملتی تھی اس طرح آپ کے ساتھ وہ بھی جہاد میں شریک تھیں' جس پر وہ اللہ کے یہاں اجر عظیم پائیں گی۔ اللہ کے رسول سیدنا محمد ﷺ کو بھی ایسے خانگی حادثہ سے گزرنا پڑا تھا' اس موقع پر آپ کا جو طرز عمل رہا ہے وہی ہمارے اور آپ کیلئے اسوہ ہے۔ عزیزان مولانا حافظ راشد الحق صاحب سلمہ ومولانا حامد الحق صاحب ودیگر پسماندگان کو بھی تعزیت مسنون پیش فرماویں۔ ان کے لئے تو یہ حادثہ ماں کی وفات کا حادثہ ہے۔ اس میں ہمارے رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہی نمونہ ہے' اس بات سے بھی بڑی تسلی ہوتی ہے کہ اولاد کی حسنات ماں باپ کو تحفے کی شکل میں پہونچتی رہتی ہیں اور انکے درجات کو بلند کرتی رہتی ہیں۔ خوش قسمت تھیں وہ خاتون کہ انہیں آپ جیسا رفیق حیات ملا' اور پھر صالح اولاد عطا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے مرحومہ کی مغفرت کاملہ اور رفع درجات کی دعا ہے اور پسماندگان کیلئے صبر جمیل کی۔

والسلام دعاگو ودعاجو محمد رابع حسنی ندوی

بقلم محمود حسنی ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ

حضرت مولانا محمد عیسیٰ منصوری' چیئرمین ورلڈ اسلامک فورم' لندن

بخدمت گرامی جناب مولانا راشد الحق سمیع صاحب' دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوں گے' دیگر طویل عرصہ کے بعد آنجناب کی خدمت میں بذریعہ عریضہ حاضری کی سعادت حاصل ہورہی ہے' بندہ کا ۲۹ دسمبر ۲۰۰۳ء سے ۱۶ مارچ ۲۰۰۴ء تک بنگلہ دیش' پاکستان' بھارت اور متحدہ امارات کا سفر رہا سفر میں لندن کے ابراہیم کمیونٹی کالج کے پرنسپل مولانا شفق صاحب اور لسٹر دار ارقم کے ریکٹر مولانا فاروق ملان صاحب بھی ہمراہ تھے' ہر جگہ علماء کرام سے ملاقات اور گفت وشنید کے مواقع میسر آئے اور میڈیا کے ذریعہ بھی اپنا موقف پیش کرنے کی کوشش کی پاکستان کے سفر میں آنجناب سے ملاقات اور

دارالعلوم حقانیہ میں حاضری اولین ترجیح تھی اور دلی تمنا بھی ۔ بنگلہ دیش میں مولانا راشدی سے عرض بھی کر دیا تھا اور اس کے بعد مولانا راشدی صاحب کی ذمہ داری لگائی تھی کہ وہ آنجناب کو اسلام آباد تشریف آوری کی زحمت دیں مگر پاکستان حاضری کے وقت آنجناب کی والدہ محترمہ کے انتقال کی المناک خبر سنی' اناللہ وانا الیہ راجعون ۔ اب تو آپ کے ہاں حاضری اور بھی ضروری محسوس ہوئی ۔ کاش کے اس سفر میں آنجناب سے ملاقات کی کوئی سبیل نکل آتی ۔ آنجناب کی والدہ محترمہ کے متعلق دنیا جہاں کے ہر طبقہ کی اہم شخصیات کی تعزیتی رپورٹ اور ہر جگہ اس صدمہ کو محسوس کرنا عنداللہ ان کی مقبولیت کی بین دلیل ہے' اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس سے نوازے' اور پسماندگان کو صبر جمیل سے ۔ امین

''الحق'' کا مارچ کا شمارہ ملا جس میں سینٹ میں حضرت مولانا سمیع الحق دامت برکاتہم کا کلمہ حق خاصے کی چیز ہے اس وقت درحقیقت حضرت مولانا ہی پاکستان میں اکابرین ۔ کے صحیح وارث و جانشین ہیں' گزشتہ نصف صدی میں حکومتی ایوانوں میں خاص طور پر پارلیمنٹ میں کلمہ حق کی صدا بطور خاص آپ کے خاندان کے حصہ میں آئی' جو قابل رشک ہے۔ ع سعادت بزور بازو نیست اسی شمارے میں ڈاکٹر سلمان صاحب کا اکوڑہ خٹک کا سفر اور انکی تقریر اور اس سے قبل آنجناب اور حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کے تعارفی کلمات پڑھ کر خوشی ہوئی اپنے حلقہ میں اللہ تعالیٰ ہر جگہ اور ہر طبقہ کے اہل افراد کی قدر دانی اور وسعت ظرفی آپکے خاندن کو عطا فرما رکھی ہے' یہ خدا کی خاص الخاص عنایت ہے۔ ''الحق'' نے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ پر سیمینار کی پوری رپورٹ یکمشت شائع کر کے بہت اچھا کیا۔ خدا کرے آپ سے ملاقات کی جلد ہی کوئی سبیل نکل سکے' فقط والسلام محتاج دعا محمد عیسی منصوری

<u>حضرت مولانا محمد شرافت خان' ناظر شعبہ تعمیر و ترقی' تکیہ کلاں' رائے بریلی' رہائش گاہ حضرت علی میاںؒ' انڈیا</u>

مکرم و محترم و معظم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ۔ اطال اللہ بقاہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' امید ہے مزاج عالی بعافیت ہوگا ۔ ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک کے ذریعہ آپ کے خانگی حادثہ کا علم ہوا کہ اہلیہ صاحبہ محترمہ وفات پا گئیں ۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ۔ اہلیہ کی جدائی ایک بڑے صدمے کی بات ہوتی ہے' جس سے آپکو گزرنا پڑا' ہم لوگ تو یہاں بیٹھ کر ان کیلئے دعائے مغفرت و رفع درجات کی دعا کر سکتے ہیں' اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے' اور فردوس بریں میں جگہ دے ۔ صاحبزادگان گرامی مولانا حامد الحق اور مولانا راشد الحق صاحبان اور سبھی پسماندگان کی خدمت میں سلام مسنون پیش ہے ۔ ان کیلئے یہ حادثہ ماں کے فراق کا سانحہ ہے اور دنیوی زندگی میں یہ سانحہ عظیم ہوتا ہے ۔ ہم اور ہمارے مدرسہ کے اساتذہ و کارکنان آپ حضرات کے غم میں شریک ہیں اور اللہ سے مرحومہ اور آپ حضرات کیلئے دعا گو ہیں ۔ والسلام

محمد شرافت خان' تکیہ کلاں' رائے بریلی انڈیا

حافظ محمد ابراہیم فانی

ہمارے دل سے خوئے حق پرستی مٹ نہیں سکتی

حضرت مفتی نظام الدین صاحب رحمہ اللہ شامزئی کی شہادت کی خبر وحشت اثر پر یہ چند اشعار ارتجالاً موزون ہوئے۔ فانی

سوئے مقتل ہماری پیش دستی ''مٹ نہیں سکتی'' — دلوں سے مستیء بانگِ الستی مٹ نہیں سکتی
نظام الدین مفتیؒ کی شہادت رنگ لائے گی — کہ وہ جنت مکان ہے اب وہ ہستی مٹ نہیں سکتی
ارے او روسیاہ قاتل تو کب تک خوں بہائے گا — ہمارے دل سے خوئے حق پرستی مٹ نہیں سکتی
سدا ہوگا ذلیل و خوار تو اے خانماں برباد — ترے کردار کی ظالم یہ پستی مٹ نہیں سکتی
خمارِ عشق احمدؐ سے جو ہے سرشار و مستانہ — وہ سر ہاں کٹ تو سکتا ہے وہ مستی مٹ نہیں سکتی
یہ وجد وشوق کا عالم یہ جذب و کیف کی دنیا — سدا آباد ہے فانی یہ بستی مٹ نہیں سکتی

قطعہ سال شہادت

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب شامزئی قدس سرہ

راہیٔ ملک بقا مصطفیٰؐ کا جانشین
ہوگئے ہم سے جدا مفتیٔ شرعِ مبین
ہاتفِ غیبی نے آہ یہ کہا رحلت کا سال
مایہ ملت وَ ملک افتخار اہلِ دیں

۲۰۰۴ء

حافظ محمد ابراہیم فانی

اشک دل وخوناب جگر

اپنے ممدوح ومحترم اور انتہائی محبوب عالم اسلام کے بطل جلیل المجاہد فی سبیل اللہ شیخ الحدیث فقیہ العصر علامہ ڈاکٹر مفتی نظام الدین صاحب شامزئی قدس سرہ کے سانحہ ارتحال پر دل مجروح کے نامکمل جذبات اور ناتمام احساسات۔ ....(فانؔی)

افتخار ملک و دیں راہیٔ خلد بریں　　نعمت رب برزمین راہیٔ خلد بریں
وہ قتیل بے گناہ وہ نظام الدین آہ　　مفتی شرعِ مبیں راہیٔ خلد بریں
اک فقیہہ العصر آج اک فرید الدہر آج　　ہوگئے جنت مکیں راہیٔ خلد بریں
تھے گلِ رعنائے حق عاشق وشیدائے حق　　وہ شہ بالا نشیں راہیٔ خلد بریں
بحر زخارِ علوم چار جانب جن کی دھوم　　تھے مسلّم بالیقین راہیٔ خلد بریں
وہ مجاہد سرفروش سخت جان وسخت کوش　　ہو الہ العالمین راہیٔ خلد بریں
عالم شیریں سخن شمع بزم و انجمن　　عارف زیبا جبیں راہیٔ خلد بریں
رشک و نازِ صد بہار صاحب عز و وقار　　اب وہ دنیا میں نہیں راہیٔ خلد بریں
ابر خرام نازواں جانب جنت رواں　　فادخلوھا خالدیں راہیٔ خلد بریں
ہے یہ مشہد ناگہاں حق بجانب آسمان　　''خوں ببارد برزمیں'' راہیٔ خلد بریں
آہ و زاری ہرطرف بچھ گئی ماتم کی صف　　ہرنفس فانؔی حزیں راہیٔ خلد بریں

جناب شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب و روز

ایوان شریعت ہال میں طلباء کے لئے تقریب انعامات کا انعقاد:

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے وسطانی امتحانات میں نمایاں پوزیشن لینے والے طلباء کے اعلانات اور تقسیم انعامات کے سلسلے میں ایوان شریعت ہال دارالحدیث میں ایک پروقار اور سادہ تقریب کا انعقاد ہوا۔ اس کی صدرات مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے فرمائی۔ اس موقع پر جامعہ حقانیہ کے نائب مہتمم حضرت مولانا انوارالحق صاحب نے نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والوں کے نتائج کی تفصیل اور دیگر نتائج کے طریق کار پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ آخر میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے طلباء کو امتحانات کی اہمیت اور امت مسلمہ کو درپیش چیلنجوں سے آگاہ فرمایا۔ اور خصوصاً اساتذہ کے ذیلی کمیٹی و دفتر تعلیمات کی شبانہ روز مساعی پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

دارالعلوم کے وسطانی امتحانات میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء کے اسمائے گرامی:

(شعبہ حفظ) اول، عبدالحلیم ولد سفارش خان۔ دوم: سعید اللہ ولد فضل مولا۔ سوم: محمد ابراہیم ولد محمد اسحاق۔ سوم: علی محمد ولد امیر محمد۔ (اعدادیہ) اول: رحیم گل بن حاجی نذر گل، دوم: نورسید بن اخوند سید۔ سوم: مکمل خان بن شیر اکبر۔ (متوسطہ) اول: مطیع اللہ بن شربت خان۔ دوم: محمد یوسف بن گل یوسف۔ سوم: عاشق الرحمان بن دوست محمد۔ (اولی) اول: عبدالوحید بن منصف دار۔ دوم: شوکت علی بن عمرا خان۔ سوم: محمد اسد بن محمد رشید (درجہ ثانیہ:) اول: جمیل الرحمان بن بخت روان۔ دوم: جعفر خان بن عبدالغفور۔ سوم: زاہد الرحمان بن باغی گل۔ (ثالثہ) اول: امتیاز علی بن خان ترین۔ دوم: حمید الرحمان بن حبیب الرحمان۔ سوم: انعام الحق بن عبدالحق۔ (درجہ رابعہ) اول: شفیع الرحمان ولد گل رحمان۔ دوم: ضیاء الرحمان ولد دولت خان۔ سوم: فہیم عزیز بن عبدالعزیز۔ (خامسہ) اول: امین الرحمان بن مولانا بحرمند۔ دوم: محمد طاہر بن مہتاب الدین۔ سوم: محمد امجد بن وحید گل۔ (سادسہ) اول: اسد احمد بن دوست محمد۔ دوم: محمد علی بن حبیب اللہ۔ سوم: شمس الحق بن شمس العارفین۔ (تکمیل) اول: محمد کامل بن محمد عاقل۔ دوم: حمید اللہ بن عبداللہ۔ سوم: شاکر اللہ بن فیض اللہ (موقوف علیہ) اول: امجد علی بن محمد طاہر۔ دوم: فضل مولیٰ بن مفتی قمر زمان۔ سوم: محمد یعقوب بن اکبر سید۔ (عالمیہ) اول: محمد ریحان بن وزیر خان۔ دوم: سمیع اللہ بن حمید اللہ۔ سوم: فضل غنی بن مبارک دین۔ (تخصص فی الفقہ) اول: محمد ایاز بن جہانزیب۔ دوم: فضل غفار بن عقیل خان۔ سوم: سجاد اللہ ولد بن امان اللہ۔

دار العلوم میں نئے عظیم الشان مطبخ کی تعمیر کا آغاز: ۱۳ جون ۲۰۰۴ء کو دار العلوم حقانیہ کے قدیم مطبخ کے متصل مدرسے کے باغ میں نئے مطبخ کی بلڈنگ کا سنگِ بنیاد رکھا گیا' قدیم بلڈنگ اب انتہائی بوسیدہ اور کمزور ہوگئی ہے اور طلباء کی عظیم الشان تعداد کی وجہ سے اب یہ چھوٹی پڑ گئی ہے۔ عرصہ دراز سے شدت کے ساتھ نئی بلڈنگ کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی' الحمدللہ اہل جامعہ کا یہ دیرینہ خواب بھی اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے پورا ہو رہا ہے۔ یہ عظیم الشان بلڈنگ چار منزلوں پر مشتمل ہوگی اور اس میں موجودہ نئے عہد کے تقاضوں کے مطابق ہر قسم کی جدید سہولیات کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے اور انشاء اللہ مستقبل میں یہاں پر جدید آلات اور مشینوں کے ذریعہ روٹی وغیرہ پکائی جائیں گی۔ بالائی منزلوں پر درسگاہوں اور رہائش گاہوں کا بھی منصوبہ بھی اس میں شامل ہے۔ تقریب افتتاح کے موقع پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ' حضرت مولانا انوار الحق صاحب اور دیگر علماء و اساتذہ اور خصوصی مہمان حضرات موجود تھے۔ تلاوتِ کلام پاک اور دعاؤں کے ساتھ اس کا سنگِ بنیاد رکھا گیا' یہ عظیم الشان منصوبہ ایک اہل خیر کی کوششوں اور تعاون سے انشاء اللہ پایہ تکمیل تک پہنچے گا۔

دعائے مغفرت کی اپیل: دار العلوم کے انتہائی مخلص اور اولین معاون شخصیت میاں حاجی کرم الٰہیؒ کے فرزند خواجہ عبدالقیومؒ ۱۵ مئی ۲۰۰۴ء کو بروز ہفتہ طویل علالت کے بعد پشاور میں انتقال فرمائے گئے' آپ انتہائی نیک' امانت دار' عابد و زاہد اور صوفی منش انسان تھے' زندگی بھر حضرت شیخ الحدیثؒ اور مدرسہ کے ساتھ آپ کی گہری عقیدت و محبت تھی۔ قارئین سے ان کی رفع درجات کی خصوصی اپیل ہے۔

جناب سراج الاسلام صاحب سراجؔ
پرنسپل اکوڑہ پبلک سکول' اکوڑہ خٹک

قطعہ تاریخ بر شہادۃ مفتی نظام الدین صاحب شامزئیؒ

نظام الدین مفتی پر خدائے پاک کی رحمت
کہ راہِ حق میں دے دی جاں ملا رتبہ شہادت کا
مئی کی تیس ہے تاریخ سن ہے عیسوی غبغب ۲۰۰۴ء
گئے ہیں سرخرو یاں سے تقاضا تھا محبت کا

مدیر کے قلم سے

تعارف تبصرہ کتب

کتاب: اسلام اور عصر حاضر کے مسائل وحل تصنیف و تحقیق: پروفیسر عبدالماجد صاحب

ضخامت: ۲۷۰ صفحات قیمت: ۱۰۰ روپے

زیر اہتمام: ہزارہ سوسائٹی فار سائنس ریلجین ڈائیلاگ مانسہرہ

موجودہ عہد مادی ترقی اور عروج کا دور ہے سائنسی ایجادات و اکتشافات نے دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال رکھا ہے' اور جدید ٹیکنالوجی کے ذریعہ انسان جومحیر العقول کارنامے انجام دے رہا ہے' آج سے سو ڈیڑھ سو سال قبل انسان کیلئے اس کا تصور بھی مستبعد معلوم ہوتا تھا' گو ہر شعبہ زندگی میں تو ترقی ہوئی اور مادی اعتبار سے انسان اوج عروج پر ہے' مگر اس کے باوجود اس کو چین کی زندگی میسر نہیں ابھی تک انسان کے مسائل حل نہیں ہوئے۔ وہ بنیادی حقوق سے محروم ہے' اور دنیا سے ظلم وستم کی حکمرانی ختم نہیں ہوئی' مانا اس نے ستاروں پر کمندیں ڈالنے کی بھرپور کوششیں کیں اور چاند وفضا کو مسخر کر دیا' مگر مادی لحاظ سے بزعم خود چودہ طبق روشن کرنے والا انسان روحانی اعتبار سے تاریکیوں کی اتھاہ گہرائیوں میں بری طرح گھرا ہوا ہے۔ ؎ جس قدر تسخیر خورشید وقمر ہوتی گئی زندگی تاریک سے تاریک تر ہوتی گئی

جس سے معلوم ہوا کہ انسانی خوشحالی اور سکون وطمانیت کا راز وحی الہیٰ اور حضور اکرم ﷺ کے اتباع میں مضمر ہے۔ بقول پروفیسر ٹائن بی ہمارے مسائل کا حل سائنسی تجربہ گاہوں میں نہیں مل سکتا' کیونکہ ہمارے مسائل اخلاقی ہیں' اور سائنس اخلاق کے دائرے میں دخل نہیں رکھتی اپنی معاشرتی بیماریوں کو خدا کے بغیر حل کرنے کے نتائج ہمارے سامنے آچکے ہیں' اس لئے دور حاضر کی سب سے بڑی ضرورت ایک فوق الطبعی ایمان کا احیاء ہے' مولف کتاب نے اسی تناظر میں کتاب لکھی ہے' یہ کتاب دراصل بقول مؤلف ان مضامین اور مقالات کا مجموعہ ہے جو گزشتہ پندرہ سالوں کے دوران مختلف مواقع پر لکھے گئے۔ ان مضامین کا بنیادی تانا بانا اس خیال پر مبنی ہے کہ انسان کے موجودہ مسائل اور مصائب کو کس طرح وحی الہیٰ کی روشنی میں حل کیا جاسکتا ہے۔..... ان مقالات ومضامین کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان میں سے اکثر مقالات انعام یافتہ ہیں' بقول مؤلف ان مضامین ومقالات کو کتابی شکل میں پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نوجوان ان سے استفادہ کرکے اپنی زندگیوں کو سنوار سکیں۔ کتاب بلاشبہ انتہائی مفید معلومات پر مشتمل ہے۔ اور مؤلف نے بہت ہی کوشش اور طویل جدوجہد کے بعد نہ صرف نوجوان نسل بلکہ عامۃ المسلمین کیلئے ایک ایسا ارمغان اور نسخہ کیمیا تیار کیا ہے جس سے بہت کچھ سیکھا جاسکتا ہے' ان مقالات میں ہر مقالہ اپنی

اہمیت موضوع کے تنوع اور مؤلف کے مقصد کے لحاظ سے چشم کشا ہے البتہ اگر کمپوزنگ میں کتابت ذرا جلی حروف میں کی جاتی تو بہتر ہوتا۔ اسی طرح کاغذ بھی اس بہترین کتاب کیلئے مناسب نہیں لگایا گیا۔

کتاب: بزم منورہ (۵۔۶)　　افادات: حضرت مولانا منور حسین صاحب سواتی

ضخامت: (ہر دو جلد) ۴۸۰ صفحات　　قیمت: ۲۱۰ روپے

ناشر: القاسم اکیڈیمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

گو کہ سلسلہ نبوت حضرت خاتم الانبیا محمد مصطفی ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے ختم فرمایا اور آپ کے بعد تاقیامت کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا' لیکن انبیاء کا چھوڑا ہوا ورثہ جو کہ تبلیغ واصلاح ہے۔ یہ سلسلہ حشر تک جاری رہے گا۔ اور ہزاروں صلحاء وعلماء بلغاء دنیا میں تشریف لائے' انہوں نے انسان کو اپنے حقیقی مربی ومعبود سے رشتہ جوڑنے کا درس دیا' اور ان کی مساعی جمیلہ وانتھک کوششوں سے ایک عالم نور ایمان وضیائے عمل سے منور ہوا۔ چار دانگ عالم میں انہی روحانی اور نورانی نفوس قدسیہ کا فیض جاری ہے۔ زیر تبصرہ کتاب ترویج شریعت کی جدوجہد میں مصروف دیار غیر کی فضاؤں میں قال اللہ اور قال الرسولؐ کی صدائے حق کے علمبردار واعظ وخطیب اور محبوب مذہبی رہنما حضرت مولانا منور حسین صاحب سورتی مدظلہ دور حاضر کے جادو بیان واعظ اور بے مثال خطیب ہیں' ان کے مواعظ وارشادات اور اصلاحی خطبات کا مجموعہ ہے' جسے مولانا عبدالقیوم صاحب حقانی کے فرزند حافظ محمد قاسم نے ترتیب دیئے ہیں' بلاشبہ حافظ محمد قاسم مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اتنی کم عمری میں اتنا بڑا کام کیا' یہ سب کچھ ہمارے خیال میں اپنے والد گرامی قدر استاذ محترم مولانا عبدالقیوم حقانی کے فیضان نظر کی کرامت ہے۔

اس سے قبل انہیں اصلاحی خطبات کے چار حصے شائع ہو چکے ہیں' جس سے ایک دنیا استفادہ کر چکی ہے' اور اہل فکر ونظر نے ان کی انتہائی قدر دانی کی' اب پانچویں اور چھٹی جلد منظر عام پر آئی ہے' پانچویں جلد تمام تر سیرت طیبہ کی امتیازی شان جیسے روح پرور اور ایمان افروز عنوان پر مشتمل ہے' اور اس موضوع پر چار تقاریر اور خطبات ہیں۔ مولانا نے یہ خطبات عشق نبوی سے سرشار ہو کر دیئے ہیں اس لئے اس میں بلا کی تاثیر اور ایمانی حرارت وروحانی حلاوت ہے' جبکہ چھٹا حصہ ذیل عنوانات پر مشتمل ہے' اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ' اس عنوان کے تحت دو خطبات ہیں' مسلمانوں کی صفات قرآن کے آئینہ میں اس موضوع پر چار خطبات ہیں۔ جبکہ باقی تین خطبات اسلامی تاریخ کی ابتداء عاشورا کے فضائل اور قربانی کے فضائل پر مشتمل ہیں۔ ہر جلد کی ابتداء میں مولانا حقانی نے پیش لفظ تحریر فرمایا ہے جس میں خطبات کے ساتھ ساتھ صاحب خطبات کا بھی تذکرہ ہے' کتاب اسم با مسمی ہے اور روح وقلب کی طراوت وتازگی کے لئے بہترین اکسیر' کتابت بذریعہ کمپیوٹر۔ اعلیٰ کاغذ وطباعت۔

القاسم اکیڈمی کی عظیم تاریخی اور انقلابی پیشکش

اکیسویں صدی کی پہلی جنگ

معرکہ صلیب وطالبان

صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام

طالبانِ افغانستان کے تناظر میں

جہادِ افغانستان، تحریکِ طالبان، ملا محمد عمر، اسامہ بن لادن، جہاد اور دہشت گردی، نظامِ شریعت سے مغرب کا بے جا خوف، دینی مدارس بالخصوص دارالعلوم حقانیہ، اسلام کے بارے میں مغرب کی لاعلمی اور غلط فہمیاں، امریکی اور مغربی دنیا کے عزائم اور مسلم امۃ پر جارحانہ یلغار، سقوط بغداد مسئلہ فلسطین وکشمیر اور پاکستان کی ایٹمی صلاحیت جیسے اہم وحساس وقومی وبین الاقوامی موضوعات کے تناظر میں عالمی اور مغربی میڈیا سے مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا دوٹوک مکالمہ

انٹرویوز

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

مرتب

مولانا عبدالقیوم حقانی

قیمت 240

صفحات 520

معاون

مولانا عرفان الحق حقانی

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوھریرہ خالق آباد ضلع نوشہرہ سرحد پاکستان

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

Adarts-HRA-4/2003